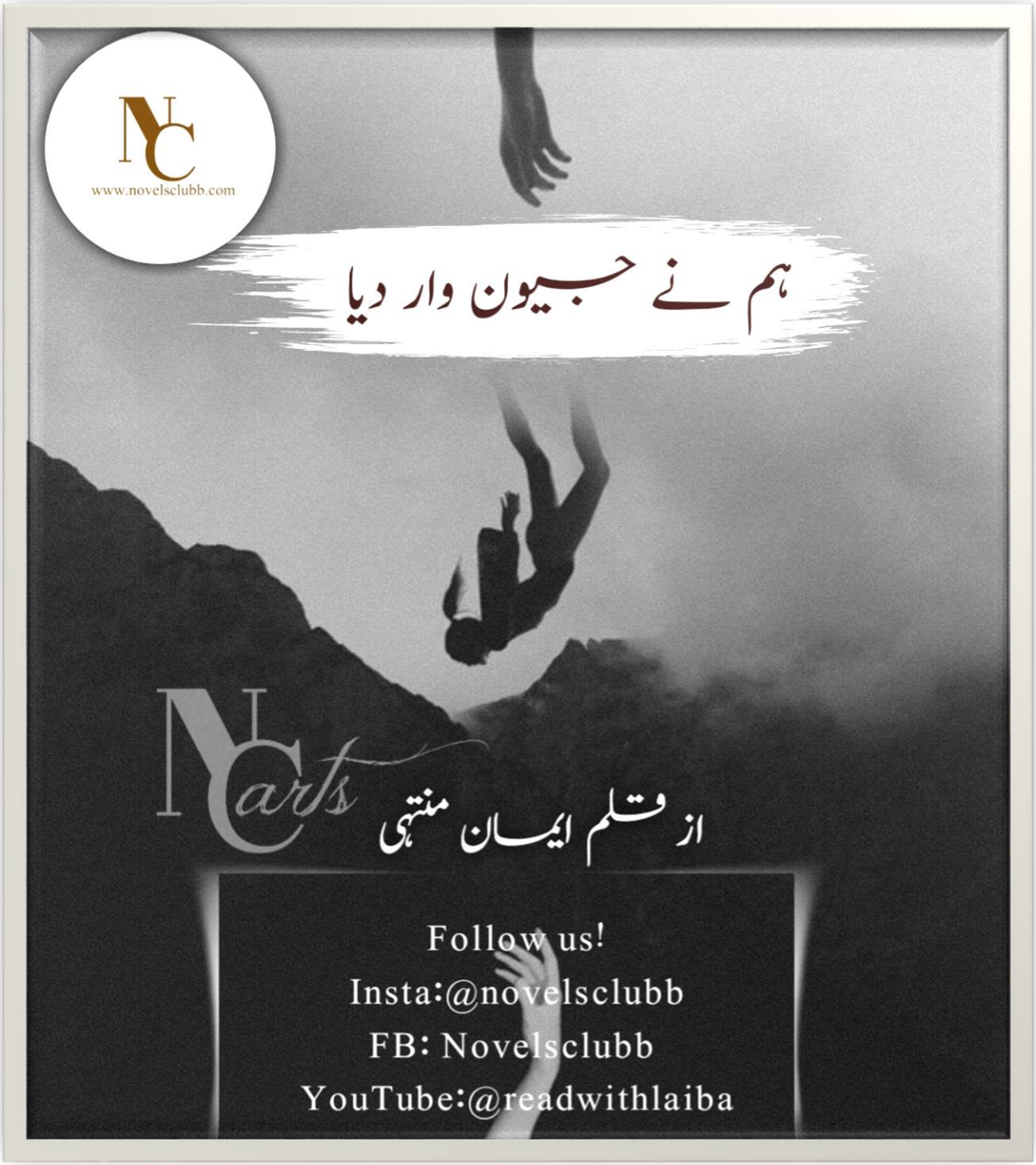
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
Arts
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنا دیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیش لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

www.novelsclubb.com

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

****

قسط نمبر ۲

"خاکِ تماشہ"

"زندگی کی راہوں کو وہی فتح کر سکتا ہے جس کو یقین ہو کہ فاتح ہونا اس کی قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

کمرے میں پر مقدس خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مدھم سی زرد روشنی بکھری ہوئی تھی۔ قبلہ رو بیٹھی زمل نے سلام پھیرا۔ چند لمحے جائے نماز کو دیکھتی رہی پھر گہری سانس لے کر بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹ کر چہرہ چھپا لیا۔ وجود پر چھائی پژمردگی

گہری ہونے لگی۔ عجیب سا خالی پن تھا جو دل پر اتر رہا تھا۔ بے چینی، احساسِ تہی دامنی اور بے بسی۔

رات کے اس پہر جب کوئی نہیں ہوتا، جب دنیا کی نظروں سے وجود اوجھل ہو جاتا ہے تب ساری سوئی ہوئی اذیتیں جاگ اٹھتی ہیں۔ کرب سامنے آجاتا ہے۔

وہ بھی ہر رات کی طرح اب بھی اسی اذیت میں ڈوبنے لگی۔ تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔

کرخت اور حقارت میں ڈوبے، وجود کے پرخچے اڑاتے الفاظ۔

ٹھٹھرتی ہواؤں میں زندگی ہارتے وجود کی اکھڑتی سانسیں۔

آنسوؤں سے لدی بے بس نگاہیں اور منسخ ہوتے خواب۔

کئی گرم آنسو لمبی پلکوں کی باڑ پھلانگتے چہرے پر لڑھک گئے۔ اس کی دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔

"میں بہت تھک گئی ہوں، اللہ۔ بہت زیادہ۔" آنسوؤں میں ڈوبی آواز لرز رہی تھی۔ دامن خالی تھا، ہاتھ تہی داماں تھے۔ وہ ویسے ہی چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔

"اگر جو اس دفعہ بھی ان کی بات سچ ہو گئی تو میں کیا کروں گی؟ اگر اس دفعہ بھی میرے خواب چکنا چور ہو گئے تو پیچھے کیا رہ جائے گا؟" لہجے کی لڑکھڑاہٹ، تڑپ کی عکاسی کر رہی تھی۔ اندھیرے کمرے میں وہ تنہا سسک رہی تھی۔

جو بوجھ دل پر تھے، وہ ثقیل ہونے لگے۔ جو خوف دبے تھے، وہ ابھرنے لگے۔ جو اذیت مبہم تھی، وہ پھیلنے لگی۔

اپنی دعاؤں میں رب سے مانگتی، اپنی اذیتوں میں اس کو ہمراز بناتی، اپنے زخموں کی شدت اس کو بتاتی، وہ وہیں بیٹھی رہی۔

زمل اعظم جانتی تھی کہ اسے وہاں سے نہیں دھتکارا جائے گا۔

*****

کمرے میں سفید روشنیاں بکھری تھیں۔ٹائپنگ کی آواز ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ اس نے گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا۔رات کے گیارہ بج رہے تھے۔عشا کی نماز کا وقت ختم ہونے والا تھا۔گہری سانس لے کر نگاہیں جھکا کر اپنے ہاتھ کو دیکھا۔زخم مندمل ہو رہے تھے۔سر جھٹک کر لیپ ٹاپ آف کرنے لگا۔

"تمہاری پہلی اور آخری پناہ گاہ نماز ہونی چاہیے،زیان۔تمہارا اپنے خالق سے تعلق ایسا ہونا چاہیے کہ تمہیں اپنی ذات کی تکمیل کے لئے دنیا کی ضرورت نہ پڑے۔"

وہ نرم اور چاشنی لئے،اس کے زخموں پر مرہم رکھتی آواز گونجی تھی۔بے اختیار اس نے آنکھیں بند کر کے سر جھٹکا۔نگاہوں میں تلخی رچ گئی۔

"آپ تک وہ آتے ہیں،جو شفاف ہوں۔مجھ جیسا انسان اس قابل نہیں ہے۔"

دھیمی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے وہ ناامیدی کی اتھاہ گہرائیوں میں اترا ہوا لگ رہا تھا۔

جو گھاؤ تھے،وہ پھر رسنے لگے۔جو حزن کا سمندر تھا،وہ پھر بے کراں ہونے لگا۔جو بکھری امنگ تھی،وہ پھر ریزہ ریزہ ہونے لگی۔

لیٹتے ہوئے اس نے کمبل گردن تک تان لیا۔دل میں پھیلی سیاہی گہری ہونے لگی۔ ایک اور نماز قضا ہو چکی تھی۔

زیان ارتضی کو یقین تھا کہ وہ وہاں سے بھی دھتکار دیا جائے گا۔

*****

سڑک کے کنارے کھڑی چار منزلہ عمارت کی پیشانی پر لگا بورڈ چمک رہا تھا۔

'برائٹ فیوچر'

اندر راہداریوں میں بچے بھاگتے دکھائی دے رہے تھے۔ہر فکر سے آزاد، ہر غم کو بھلائے وہ پر جوش لگ رہے تھے۔معاشرے کی تلخیوں سے نکل کر وہ اس پر سکون گوشے میں جیسے محفوظ ہو گئے تھے۔ایسے میں پہلے فلور پر تھری پیس میں ملبوس اعتزاز، آنکھوں پر گلاسز لگائے قدم اٹھا رہا تھا۔اس سے ذرا پیچھے چلتا اس یتیم خانے

کا منتظم تیز تیز کچھ کہہ رہا تھا۔وہ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لئے سن رہا تھا۔دفتعا راہداری کے اختتام پر مڑتے ہی وہ رک گیا۔

لمبی فراک پہنے وہ پیاری سی بچی،ہاتھوں میں گلدستہ اٹھائے کھڑی تھی۔انداز میں جھجک تھی۔

"سر،یہ آپ کے لئے۔" نظریں جھکائے وہ گھبرائے ہوئے انداز میں بولی۔اعتزاز مصنوعی انداز میں مسکرایا۔آہستگی سے گلدستہ لیتا،اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔

"کیا نام ہے آپ کا؟"

"فاطمہ۔"اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"نائس۔اسکول جاتی ہو؟"

"اب جاتی ہوں۔پہلے چچا نہیں بھیجتے تھے۔"

www.novelsclubb.com

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔اب بہت ساپڑھنا،اوکے۔"اس کا سر تھپتھپاتا ہوا وہ اٹھ گیا۔

"اوکے آفتاب صاحب، کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو لازمی بتایئے گا۔میرا مینجر بھجوادے گا۔مزید، جو بچے اب سکول جانے لگے ہیں ان کے اخراجات کی لسٹ بھی بھیج دیں۔"وہ تحکم سے کہہ رہا تھا۔

"آپ فکر نہ کریں سر۔سب ٹھیک چل رہا ہے۔"وہ تیزی سے خوشامدی لہجے میں کہہ رہا تھا۔اعتزاز سر کو خم دیتا پلٹ گیا۔وہ جیسے اکیلا آیا تھا،ویسے ہی تنہا لوٹ گیا۔

آفتاب کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔آنکھوں میں عقیدت تھی۔

بھلا کوئی آج کے زمانے میں اتنا امیر ہو کر بھی بے ریا ہو سکتا ہے؟کہ جسے مقام و جزا کی رتی بھر پروا نہ ہو۔

*****

ڈائننگ ہال میں مسلسل آوازیں گونج رہی تھیں۔انابیہ کھاتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔عارب کی شکل دیکھتی مائعزم کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔زیان ویسے ہی بے نیازی سے کھانے کی طرف متوجہ تھا۔کسی سوال کا مختصر اجواب دے کر خاموش ہو جاتا۔کتھئی آنکھوں میں وہی تہی داماں سا احساس تھا۔

"جاب وغیرہ کا کیا پلان ہے تمہارا زیان؟"انابیہ نے یکدم پوچھا۔وہ ان تینوں میں آئے فاصلے کو محسوس کر چکی تھی۔زیان نے کندھے اچکائے۔

"ایک دو کمپنیز میں اپلائی کیا ہے۔کچھ دنوں تک کال آجائے گی۔"

مائعزم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟تم انکل کے ساتھ کام نہیں کرو گے؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں۔"

عارب نے بڑبڑا کر سر جھٹکا۔یہ واضح تھا کہ اسے یہ پسند نہیں آیا۔

www.novelsclubb.com

"جس دن اس کا کوئی کام سیدھا ہو گا، یقین کرو دنیا کے کئی مسئلے حل ہو جائیں گے۔" وہ جلے کٹے انداز میں کہہ رہا تھا۔ زیان نے بنا کچھ کہے گلاس لبوں سے لگا لیا۔

انابیہ نے چڑ کر اسے دیکھا۔

"عارب کبھی گھر میں تخت پوش پر بیٹھی وہ ساس دیکھی ہے جسے کوئی لفٹ نہیں کرواتا، جو بغیر کسی وجہ کے بولتی رہتی ہے اور اپنی بہو کا جینا حرام کر دیتی ہے؟" انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

عارب نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔ مائعزم نے مسکراہٹ روکنے کے لئے سر پلیٹ پر جھکا لیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں، کیوں؟"

"تمہاری بیک گراؤنڈ میں گونجتی آواز اسی ساس جیسی ہوتی ہے۔"

عارب کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ گردن موڑ کر زیان کو دیکھا جو مٹھی لبوں پر رکھے بالکل بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا، البتہ آنکھوں میں جھلکتی مسکراہٹ واضح تھی۔ مائعزم کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سکون کا وقت تھا جو جلدی گزر گیا۔" دانت پیستے ہوئے باور کروایا۔ انابیہ نے بے نیازی سے کندھے اچکا دیئے۔

"ویسے کون سی کمپنی ہے؟" مائعزم نے آنکھیں سکیڑے پوچھا۔ زیان نے نگاہ اٹھائی۔

"فکر نہ کرو، ڈیڈ کی مخالف کوئی کمپنی نہیں ہے۔"

"میں نے یہ کب کہا؟" وہ برا مان گئی۔

زیان نے کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔ لب دبائے لمحے بھر کو رک کر کچھ سوچا۔

www.novelsclubb.com

"تم لوگ کھانا کھاؤ، میں کچھ دیر تک واپس آتا ہوں۔" کرسی دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا۔ عارب نے گہری سانس لے کر سر کو خم دیا۔ وہ ٹیبل سے چابیاں اور موبائل اٹھاتا باہر بڑھ گیا۔

"یہ کدھر گیا؟" انابیہ نے حیرت سے پوچھا۔

"ماموں کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ وہ ان سے نہیں ٹکرانا چاہتا۔" عارب نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔

"پھر جھگڑا ہو گیا ہے؟" مائعزم نے تاسف سے پوچھا۔

"وہ جھگڑا نہیں ہوتا۔ ماموں کو اس کے ٹریگر کا پتہ ہے۔ وہ ایک جملہ کہتے ہیں اور بس۔"

انابیہ نے گہری سانس لی اور گلاس میں جوس انڈیلتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا۔

"ابھی وہ دو تین گھنٹوں سے پہلے واپس نہیں آئے گا۔ سو تم لوگ مجھے بتاؤ کہ کیا ہوا تھا اور کب ہوا تھا؟ کیونکہ میرے یوکے جانے سے قبل تو جو کچھ بھی ہوا تھا، اس نے تم لوگوں پر ایسا اثر نہیں ڈالا تھا۔ جتنے پژمردہ حالات اب ہیں۔"

مائعزم اور عارب نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ہمیں کہانی کا صرف تیس فیصد حصہ معلوم ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ فی الحال یہی کافی ہے۔ باقی ستر فیصد ہم خود ڈھونڈ لیں گے۔" وہ مستحکم لہجے میں بولی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم نے کوشش نہیں کی؟ میں نے اور عارب نے ہر کوشش کر لی لیکن ہم معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ زیان کچھ بھی بتانے کو تیار نہ تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ہمیں بھی اس مسئلے میں پڑنے سے منع کر دیا۔" مائعزم کہتی چلی گئی۔

"ہم مل کر اس معاملے کو دیکھ لیں گے۔ابھی شروع کرو۔"

تین ہفتے قبل:

کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کھڑکیوں کے پار ڈوبتی شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔بیڈ پر کتابیں بکھری تھیں۔ کراؤن سے ٹیک لگائے عارب لیپ ٹاپ سے کچھ دیکھتا کتاب پر ہائی لائٹ کر رہا تھا۔ تبھی اس کا موبائل بجنے لگا۔اس نے رک کر دیکھا۔آنکھوں میں حیرت ابھر کر معدوم ہوئی۔

"السلام علیکم ممانی جان۔ خیریت، آپ نے اس وقت کال کی؟"

"عارب، زیان گھر آگیا کیا؟" سائرہ کی آواز بری طرح کانپ رہی تھی۔یوں جیسے وہ بمشکل بول پا رہی ہوں۔

عارب نے گہری سانس لیتے ہوئے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلی۔

"نہیں، میں نے اس سے پرسوں بات کی تھی لیکن وہ۔۔"

وہ کہہ رہا تھا جب سائرہ نے بے اختیار اس کی بات کاٹی۔

"وہ۔۔وہ ادھر آیا تھا۔وہ ٹھیک نہیں تھا۔۔اسے ڈھونڈو عارب پلیز۔"ان کے جملے بے ربط تھے۔لہجے کی لڑکھڑاہٹ گزری قیامت کی نشاندہی کر رہی تھی۔

عارب بے اختیار سیدھا ہوا۔

"کیا مطلب ممانی جان؟کیا ہوا ہے؟"وہ تیزی سے اٹھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔بس اسے لے آؤ،عارب پلیز۔"

"اوکے،میں دیکھتا ہوں۔آپ فکر نہ کریں۔کچھ دیر تک آپ کو بتاتا ہوں۔ریلیکس۔"کال بند کر کے اس نے موبائل جیب میں ڈالا۔جو گرز پہنے اور جیکٹ اٹھاتا باہر کو لپکا۔

نومبر کی شام سرد پڑ رہی تھی۔اس نے تیزی سے کار سائرہ کے گھر کی طرف موڑتے ہوئے فل سپیڈ پر چھوڑ دی۔لب کاٹتے ہوئے موبائل نکال کر زیان کا نمبر

ملایا جس پر نمبر بند ہونے کی اطلاع ملی۔اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ سر جھٹکتے ہوئے جیسے ہی کار مین روڈ کی طرف موڑی، پاؤں بے اختیار بریک پر پڑا۔کار جھٹکے سے رک گئی۔وہ تیزی سے باہر نکلا۔

"زیان۔"اس نے بلند آواز میں پکارا۔

وہ اس سے چند قدم آگے تھا۔اس نے جیسے عارب کو سنا ہی نہیں، ویسے ہی قدم اٹھاتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔تاثرات اور حلیہ مبہم تھا لیکن قدموں کی لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔وہ سڑک کے وسط میں پہنچ چکا تھا۔زیرِ لب اس کی شان میں قصیدے پڑھتا عارب تیزی سے اس کی طرف لپکا۔شکر تھا کہ سردیوں اور شام کی وجہ سے زیادہ رش نہیں تھا۔

ایک جست میں اسے بازو سے جکڑتے ہوئے جھٹکے سے اپنی طرف موڑا۔

"پاگل ہو گئے ہو؟"غصے سے بولتے ہوئے اس کے الفاظ لبوں میں ہی دم توڑ گئے۔

سردی میں صرف ٹی شرٹ پہننے پر اس کا جسم نیلا پڑ رہا تھا۔ ماتھے سے رستا خون چہرے پر بہہ رہا تھا۔ دائیں بازو پر داغے جانے کے نشانات تھے۔ چہرے پر مردہ سا تاثر تھا۔ آنکھوں میں خالی پن اترا تھا۔ دونوں ہاتھ بری طرح خون میں لتھڑے تھے۔

"یہ کیا ہوا ہے؟" عارب کے ہاتھوں کے توتے اڑ گئے۔ اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔ یوں جیسے ہمت یہیں تک تھی۔ اب قدموں پر کھڑے رہنا بھی محال تھا۔

عارب کو پیروں تلے کھسکتی زمین کا احساس اس وقت ہوا تھا۔

ہاسپٹل کے کوریڈور میں وحشتوں میں لپٹا کافور کا احساس چھایا ہوا تھا۔ وہ بے چینی سے بالوں میں انگلیاں چلاتا ٹہل رہا تھا۔ آنکھوں میں واضح سراسیمگی تھی۔ کچھ یاد آنے پر رکا اور موبائل نکال کر نمبر ڈائل کیا۔

"مائعزم، تم فورا ممانی جان کی طرف جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

دوسری طرف وہ بری طرح چونکی تھی۔

"اس وقت؟ سب ٹھیک ہے؟"

وہ جتنے مختصر الفاظ میں ساری بات بتا سکتا تھا، بتاتا گیا۔ مائعزم ششدر رہ گئی۔

"اب کیسا ہے وہ؟"

"ابھی ٹریٹمنٹ چل رہی ہے۔ تم ممانی جان کے پاس جاؤ۔ ان سے جاننے کی کوشش کرو کہ کیا ہوا تھا۔" وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔ سرخ پڑتے چہرے پر بے بسی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اوکے، ڈونٹ وری۔ میں دیکھتی ہوں۔"

عارب نے فون ہٹا کر تیزی سے دوسرا نمبر ملایا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

"ہیلو۔" حسام کی آواز گونجی۔

"آپ ابھی تک آئے کیوں نہیں؟ یہ پولیس کیس ہے۔"اس نے ضبط سے پوچھا۔

"میری میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔ تین گھنٹوں تک آجاؤں گا۔"

لمحے بھر کے لئے عارب کو اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا۔اس نے ساکت نگاہوں سے آئی سی یو کے دروازے کو دیکھا۔

"ماموں، زیان کی حالت کریٹیکل ہے۔"اس نے جیسے بے یقینی سے کہا۔

"میں شرجیل کو بھیج رہا ہوں۔ وہ سب دیکھ لے گا۔ میں کچھ دیر تک آجاؤں گا۔"

بے تاثر لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے کال کاٹ دی۔

عارب کا ہاتھ پہلو میں آ گرا۔اس نے بے ساختہ سانس کھینچنے کی کوشش کی اور خود کو یقین دلایا کہ جو سنا، وہ سچ تھا۔

"وہ میرے جنازے پر بھی اپنی میٹنگز نہ روکیں۔کانووکیشن پر آنا تو دور کی بات ہے۔" کتھئی آنکھوں والا لڑکا ہلکے پھلکے لہجے میں کہہ رہا تھا۔آنکھیں پر سکون تھیں گویا اسے زیادہ پروا نہیں تھی۔

عارب نے ملامتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"اب وہ اتنے بھی کٹھور نہیں ہیں۔"اس نے قطعیت سے رد کر دیا۔زیان نے بنا بحث کئے شانے اچکا دیئے۔

تبھی دروازہ کھلا اور ڈاکٹر اس کی طرف آئے۔وہ مردہ قدموں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا؟"اس کی آواز اتنی مدھم تھی کہ وہ خود بمشکل سن سکا۔

"باڈی آرگنز سپانس نہیں کر رہے۔ابھی وینٹ پر ہے۔لیکن سروائیول چانسز کم ہوتے جا رہے ہیں۔"وہ پیشہ وارانہ انداز میں کہہ رہے تھے۔

"اب؟"وہ خشک آنکھوں کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا۔

"لیٹس سی۔ لیکن خون کافی مقدار میں بہہ گیا ہے۔اس کے علاوہ جو زخم ہیں، وہ بھی کافی گہرے ہیں۔یہ کسی لڑائی کے نشانات نہیں ہے۔ایسا لگتا ہے کہ کسی نے سوچ سمجھ کر لگائے ہیں۔ عموماً اس طرح کے زخم سیڈیسٹک قسم کے انسان لگاتے ہیں جنہیں اپنے شکار کو جسمانی اذیت دینے میں لطف آتا ہو۔یہ آہستگی سے لیکن زیادہ دردناک طریقے سے اپنے شکار کو ختم کرتے ہیں۔"

عارب نے پل کے لئے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور سر کو خم دیتا پیچھے ہٹ گیا۔وہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا رہا۔شرجیل نے سارے معاملات سنبھال لئے تھے۔ کیسے سنبھالے تھے، فی الحال اسے جاننے کی پروا نہیں تھی۔وہ بس ویسے ضبط کرتا وہیں بیٹھا رہا۔

www.novelsclubb.com

کوریڈور سے قدموں کی چاپ ابھری۔عارب نے تیزی سے سر اٹھایا لیکن مائعزم کو دیکھ کر کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔آنکھوں میں اترا کرب گہرا ہونے لگا۔

"کیسی کنڈیشن ہے؟" وہ آہستگی سے پوچھ رہی تھی۔

"کریٹیکل۔" یک لفظی جواب دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔ "ممانی جان سے بات ہوئی؟"

مائعزم نے گہری سانس لی اور نگاہیں آئی سی یو کے دروازے کی طرف موڑیں۔

یوں جیسے آنکھوں میں ابھرے احساسات اس سے چھپانا چاہ رہی ہو۔

مائعزم نے نگاہیں جھکا کر سفید ماربل پر گرے خون کو دیکھا پھر سر اٹھایا۔

بکھرے بال، سرخ و متورم آنکھیں اور زرد چہرہ۔ سائرہ خالد گزری قیامت کے بعد اجڑے ہوئے حلیے میں اس کے سامنے تھیں۔

"پلیز آنٹی، آخر کیا ہوا تھا؟" اس نے ان کے یخ پڑتے ہاتھ تھامے۔

سائرہ نے شدت سے نفی میں سر ہلایا اور اپنے ہاتھ چھڑاتی پیچھے ہوئیں۔ آنکھوں میں خوف جاگا۔

"مجھ سے کچھ نہ پوچھو، مائعزم پلیز۔ میں کچھ نہیں بتا سکتی۔" لب کپکپا رہے تھے۔ آنکھوں سے لڑھکتے آنسو چہرے پر پھسل رہے تھے۔ مائعزم نے تھک کر انہیں دیکھا۔

"اتنا تو میں جان گئی ہوں کہ زیان یہاں آیا تھا، اس کے بعد کیا ہوا تھا؟"

"مائعزم میں کہہ رہی ہوں نا، مجھ سے کچھ مت پوچھو۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔" انہوں نے بے اختیار اس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

مائعزم ششدر رہ گئی۔

"کیا مطلب؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ نہ بتائیں؟" عارب کا دماغ گھوم گیا۔

"ایسا ہی ہے۔ میں زیادہ مجبور نہیں کر سکی۔ وہ بہت اپ سیٹ تھیں۔" نگاہیں ہنوز بند دروازے پر جمی تھیں۔

عارب شکستہ سا بینچ پر بیٹھ گیا۔ انگلیاں بالوں میں پھنسا لیں۔

"انکل کہاں ہیں؟" مائعزم کو یکدم خیال آیا۔

عارب کے اندر کوئی جوار بھاٹا پکنے لگا۔ بمشکل خود کو بھڑکنے سے روکتے ہوئے اس نے گہری سانس لی۔

"میٹنگ میں۔" آواز میں تلخی تھی۔ مائعزم نے چونک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں حیرت اتری۔

"تم نے انہیں بتایا نہیں؟"

"سب سے پہلے انہیں ہی کال کی تھی۔ مگر وہ مصروف تھے۔ بیٹا ہی مر رہا ہے نا، کیا فرق پڑتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

مائعزم اسے دیکھ کر رہ گئی۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا، جسے اس نے نگل لیا۔

"زیان پچھلے تین دن سے ممانی جان کی طرف نہیں تھا؟" عارب نے گردن موڑ کر پوچھا۔ مائعزم نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں، وہ وہاں آیا ہی نہیں تھا۔"

سکینڈ منٹ اور منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے رہے۔ آسمان پر چھائی رات گہری ہونے لگی۔ وہ دونوں وہیں بیٹھے رہے۔ عارب نے کئی دفعہ مائعزم کو گھر جانے کا کہہ دیا لیکن وہ نہیں مانی۔

راہداری سے ابھرتی قدموں کی چاپ پر عارب نے ضبط سے گہری سانس لی۔ مائعزم خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیسی کنڈیشن ہے؟" حسام کا چہرہ ہر جذبے سے عاری تھا۔ تھری پیس میں ملبوس، بال جیل سے پیچھے کو جمائے وہ بے تاثر لگ رہے تھے۔

"بد قسمتی سے ابھی تک زندہ ہے۔" عارب نہیں اٹھا۔ وہ وہیں سینے پر بازو لپیٹے سر اٹھائے چبھتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ مائعزم نے بے اختیار اسے دیکھا۔ وہ برہم لگ رہا تھا۔ حسام نے نظریں آئی سی یو کے دروازے سے ہٹا کر اپنے بھانجے کو

دیکھا۔جو اپنے کزن کی طرح ہمیشہ ان سے خائف رہتا تھا۔اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"اس کا تو یہ روز کا کام ہے۔اب میں اس کے لئے سب چھوڑ کر نہیں آسکتا۔"انداز میں بے رحم سی ٹھنڈک تھی جو ان دونوں کو اپنے اندر سرایت کرتی محسوس ہوئی۔

مائعزم انہیں دیکھ کر رہ گئی۔آنکھوں میں حیرت در آئی۔وہ زیان سے اکھڑے اکھڑے رہتے ہیں، یہ وہ جانتی تھی مگر ایسا رویہ پہلی دفعہ دیکھا۔گہری سانس لے کر ایک نظر عارب پر ڈالی اور پھر وہاں سے ہٹ گئی۔دوسری راہداری میں نصب بینچ پر آبیٹھی۔ہاتھوں کو اضطرابی انداز میں آپس میں مسل رہی تھی۔دل میں عجیب طریقے کی گھٹن بھر رہی تھی۔آنکھیں بے اختیار گیلی ہونے لگیں۔

عارب اس کے جاتے ہی جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا رویہ کیوں اتنا سرد ہوتا جا رہا ہے؟"اس نے ضبط سے پوچھا تھا۔

حسام نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم سدا کے جذباتی ہی رہو گے، عارب۔" متحمل لہجے میں بولتے ہوئے وہ بنچ پر بیٹھ گئے۔ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔

"جو اندر مر رہا ہے وہ آپ کا بیٹا ہے۔" سارے ضبط کھو کر وہ دبے دبے انداز میں غرایا تھا۔

حسام نے برف انداز میں اسے دیکھا۔

"جیسے اس کے کام تھے، یہی انجام ہونا تھا۔"

آسمان کے کناروں سے سفیدی ابھرنے لگی جب ڈاکٹرز نے زیان کی حالت کے پیش نظر خبر دی۔وہ اب خطرے سے باہر تھا۔عارب نے تھک کر آنکھیں موند لیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔اس کا ارادہ مائعزم کو بتانے کا تھا۔اس کے جاتے ہی حسام آہستگی سے اٹھے اور آئی سی یو کے شیشے کے سامنے آ رکے۔

"چھورنے کا حق تھا لیکن یوں سرِ عام رسوا کرنے کا حق آپ کو کس نے دیا تھا؟"
سرخ آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی۔ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی جسے وہ مٹھیاں بھینچے قابو پا رہا تھا۔

"میں نے جو بھی کیا، صرف تمہارے لئے کیا۔"ان کی آنکھوں میں ہنوز برف سی ٹھنڈک تھی۔

"کچھ بھی نہیں کیا میرے لئے۔"وہ نفی میں سر ہلاتا دو قدم پیچھے ہٹا۔"جس جہنم میں آپ کے اس قدم نے مجھے دھکیلا تھا، وہ مت بھولا کریں۔آپ کے اس فیصلے کے زخم آج بھی تازہ ہیں۔کون سا نقصان پورا کریں گے آپ؟"

www.novelsclubb.com

اسے دیکھتے ہوئے مبہم سی نمی ان کی آنکھوں میں اترنے لگی۔جو خول دنیا کے سامنے چڑھایا تھا، وہ چٹخنے لگا۔

وہ ایسا کیوں کر رہا تھا؟انہوں نے بے بسی سے آنکھیں میچ لیں۔

اگلی صبح بوجھل سی طلوع ہوئی اور پھر اسی انداز میں ڈھلتی گئی۔ سفید کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عارب آہستگی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔ اگر وہ اس کی موجودگی سے باخبر تھا بھی تو بھی آنکھیں نہیں کھولیں۔ زرد پڑتا چہرہ خاموش تھا۔

"زیان۔" اس نے دھیرے سے پکارا۔

"تم کیوں چھپا رہے ہو؟ جو بھی ہوا تھا، وہ بتا دو۔ ہمیں تم پر بھروسہ ہے، ٹرسٹ می۔" وہ جیسے بے بسی سے کہہ رہا تھا۔ زیان نے آنکھیں کھول کر ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ کتھئی آنکھیں بے تاثر تھیں۔ عارب کو کھوجنے سے بھی کچھ نہیں مل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جب کچھ ہوا نہیں ہے تو کیا بتاؤں؟" آواز زکام زدہ اور بھاری ہو رہی تھی۔ یوں جیسے وہ بدقت کہہ پایا ہو۔ عارب نے ضبط سے اسے دیکھا۔

"تو یہ حال چہل قدمی کرتے ہوا تھا؟" سلگ کر پوچھا۔

"کہا تو ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ تم نے تو کہا تھا کہ مجھ پر بھروسہ ہے۔اب یقین کرو۔"اس نے جیسے چیلنج کیا تھا۔عارب نے بے بسی سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"یہ بھی ایکسیڈنٹ میں ہوا تھا؟"اشارہ بازو پر داغے جانے کے نشان کی طرف تھا۔جس پر پٹی بندھی تھی۔

"ہاں۔"کہہ کر آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔

تبھی دروازہ کھلا اور پھر بند کر دیا گیا۔عارب نے مڑ کر دیکھا۔لمحے کے لئے کچھ کہہ نہ سکا پھر اٹھ گیا۔حسام وہیں ذرا سا پیچھے کھڑے سینے پر بازو لپیٹے اسے دیکھ رہے تھے۔

"پولیس کو دیا گیا تمہارا بیان پڑھا میں نے۔"سپاٹ آواز گونجی۔

زیان نے بے اختیار آنکھیں کھول کر دیکھا۔ہوش میں آنے کے چوبیس گھنٹوں بعد وہ انہیں دیکھ رہا تھا۔ان کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔

"چوروں کا لوٹ لینا اور پھر ایکسیڈنٹ۔میں جانتا ہوں،اس بیان کا ہر لفظ،ہر حرف جھوٹ پر مبنی ہے۔لیکن میں صرف ایک سوال کروں گا۔"وہ لمحے بھر کو رکے۔ عارب متذبذب سا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"دو دن کہاں رہے؟"چبا چبا کر کہتے ہوئے ان کا لہجہ بے لچک تھا۔

زیان خاموشی سے انہیں دیکھے گیا۔اندر امڈتے جذبات چہرے سے عیاں نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

"اپنے گھر۔"دو لفظی جواب دیا تھا۔عارب نے بے اختیار اسے دیکھا۔اتنی جلدی جواب آنے کی امید نہیں تھی۔پل بھر کو حسام بھی خاموش ہوئے پھر ابرو چکائے۔

''اپنی ماں کی طرف؟''

''اپارٹمنٹ میں۔''انداز اب بھی سپاٹ تھا۔ماں کے ذکر پر بھی آنکھوں میں کوئی احساس نہ جاگا۔عارب بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

''دو دن وہاں رہے؟ پھر یہ کہہ کر کیوں نکلے تھے کہ اپنی ماں کے گھر جا رہے ہو؟''
وہ اب بھی آنکھیں سکیڑے اسے پڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''آپ نے کہا تھا کہ ایک سوال ہو گا۔میں نے جواب دے دیا۔کہاں تھا، کیا کرتا رہا؟اس بات کی فکر نہ کریں۔'' لمحے بھر کو رکا۔''یا شائد آپ کو اس سے مسئلہ ہے کہ زندہ کیوں بچ گیا ہوں؟''

پل کے لئے حسام کا وجود اندھیروں میں گھر گیا۔لب بھینچ گئے۔اس کا انداز،اس کا لہجہ،اس کی باتیں۔

www.novelsclubb.com

چند لمحے خاموشی چھا گئی پھر حسام نے عارب کو دیکھا جو گردن موڑے کھڑکیوں کے پار چڑھتی دوپہر کو دیکھ رہا تھا۔

"تم گھر چلے جاؤ، عارب۔"

اس نے چونک کر انہیں دیکھا پھر زیان کو جو ان دونوں سے لاتعلق آنکھیں بند کر چکا تھا۔

"میں یہیں ٹھیک ہوں، آپ آرام کریں۔" کاؤچ پر بیٹھتے ہوئے اس نے نگاہیں ملائے بغیر کہا۔

حسام نے رک کر دونوں کو دیکھا پھر سر جھٹکتے ہوئے جانے کے لئے پلٹ گئے۔ عارب نے ملامتی نگاہوں سے انہیں جاتے دیکھا۔

"تمہیں کچھ چاہیے؟" موبائل نکالتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"نہیں۔"

وہ گہری سانس لیتا اٹھ گیا۔ہاسپٹل کے لان میں پھیلتی شام گہری ہو رہی تھی۔ نمبر ڈائل کرتے ہوئے اس نے درخت کے تنے سے ٹیک لگائی۔چند لمحے گھنٹیاں جاتی رہیں پھر کال اٹھالی گئی۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔"گہری سانس کھینچتے ہوئے سائرہ نے آہستگی سے جواب دیا۔آواز دھیمی تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟"سر جھکائے وہ جو گر سے گھاس مسل رہا تھا۔

"ٹھیک۔تم وہی سوال پوچھنا چاہتے ہو؟"انداز ٹھہرا ہوا تھا۔

"آپ ہاسپٹل نہیں آئیں گی؟"اس کا انداز بھی بے تاثر تھا۔

دوسری طرف لمحے بھر کو خاموشی چھا گئی۔وہ ان کے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔

"میں کچھ بزی ہوں۔مشکل ہو گا۔"

عارب نے آنکھیں بند کر لیں۔ ضبط سے گہری سانس لی۔ وہ حسام کو اصلیت دکھا سکتا تھا مگر سائرہ کا مقام مختلف تھا۔ وہ کن بے حس لوگوں میں پھنس گیا تھا۔

"جو یہاں مر رہا ہے، وہ آپ کا بیٹا ہے ممانی جان۔" ٹھہرے ہوئے برف انداز میں باور کروایا۔

"ایسے مت کہو عارب۔" وہ تڑپ اٹھیں۔

"جیسے آپ کو پرواہ ہے؟" استہزائیہ انداز میں مسکراہٹ دائیں گال کی جانب اٹھ گئی۔

دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔ وہ جانتا تھا کہ اب وہ رو رہی ہوں گی۔

"وہ بے ہوشی کے دوران آپ کو پکار رہا تھا۔" ایک آخری کوشش کرنی چاہی۔ دل موم کرنا چاہا۔ فاصلے سمیٹنے چاہے۔

"وہ... وہ رہ لے گا۔" ان کی بھیگی، زخمی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"وہ تو ہمیشہ رہ لیتا ہے۔اس میں کیا نیا ہے؟"

بنا کچھ سنے اس نے کال کاٹ دی۔ تھک کر سر تنے سے ٹکا دیا۔ نگاہیں درختوں کے پتوں سے جھلکتے آسمان پر جمی تھیں۔

"اتنا سب ہو گیا اور تم لوگوں نے مجھے ایک لفظ بتانا گوارا نہ کیا؟" انابیہ ہکا بکا سی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ آدھی ادھوری باتیں تمہیں بتا کر کیا فائدہ ہوتا؟" مائعزم ٹوتھ پک سے ٹیبل پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔

"تم نے پتہ کروانے کی کوشش نہیں کی؟" اس نے عارب کو دیکھا۔

"کیسے پتہ کرواتا جب کوئی کلیو ہی نہیں تھا۔اتنا پتہ چل گیا تھا کہ وہ اپنے اپارٹمنٹ میں نہیں تھا۔ کہاں تھا، یہ نہیں پتہ۔" وہ پیچھے کو بیٹھا سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"ماموں کا رویہ سمجھ آتا ہے، لیکن ممانی جان کو کیا ہوا؟ وہ کیوں اس طرح کر رہی تھیں؟" وہ ابھی بھی الجھی ہوئی تھی۔

"کسی کا رویہ بھی جسٹیفائیڈ نہیں ہے انابیہ۔ نہ ماموں کا، نہ ممانی جان کا اور نہ ہی زیان کا۔ اسے ہمیں بتانا چاہیے تھا، بھلے ہی کسی اور کو نہ بتاتا۔"

مائعزم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وہ ہم پر بھروسہ نہیں کرتا، عارب۔ تمہیں یہ سمجھ جانا چاہیے۔" آواز میں اداسی کی ہلکی سی رمق تھی۔

عارب تلخی سے مسکرایا۔

"سمجھ تو بہت پہلے سے ہی گیا تھا لیکن جہاں سب نے اسے چھوڑ دیا، میں وہاں پیچھے نہیں ہٹ سکا۔ اگر مجھے ذرا سی بھی امید ہوتی کہ مجھ پر بھروسہ کرتا ہے تو میں کسی نہ

www.novelsclubb.com

کسی طرح سچائی کھوج لیتا، لیکن جب اسے یقین ہی نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

"وہ پہلے ایسا نہیں تھا عارب۔اس کا قصور نہیں ہے۔" انابیہ نے رسانیت سے سمجھانا چاہا۔

"تو دوسروں کی غلطی کی سزا ہمیں کیوں دے رہا ہے؟ جب پوری دنیا اسے مجرم ٹھہرا چکی تھی تب ہم تینوں نے اس کا یقین کیا تھا۔وہ یہ کیوں فراموش کر چکا ہے؟" ٹھہرے ہوئے متوازن لہجے میں وہ پوچھ رہا تھا۔

"ہمارے پاس اس پر بھروسہ کرنے کی وجہ تھی۔جو بھی ہوا تھا، ہمارے سامنے ہوا تھا۔ہم گواہ تھے۔کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بھی اسے بے گناہ ہی سمجھتا، اگر ہم نے یقین کیا ہے تو اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔" مائعزم نے دھیمے انداز میں کہتے ہوئے اسے لاجواب کیا تھا۔

اس نے گہری سانس لے کر سر جھٹکا۔

وقت اپنے اندر ہر سوال کا جواب چھپائے سرکتا رہا۔

*****

کھڑکیوں کے پار اترتی شام دھیرے دھیرے گہری ہو رہی تھی۔لیپ ٹاپ گود میں رکھے اس کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر متحرک تھیں۔ایمبر آنکھوں میں دلچسپی تھی۔اسکرین پر کسی کمپیوٹر کورس کا ڈرافٹ کھلا تھا۔

"ویسے آج کالج کیوں نہیں گئی؟" وریشہ جوس کے گلاس میں اسٹرا ہلاتی پوچھ رہی تھی۔زمل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ سعودیہ میں اس کی واحد دوست تھی جس پر وہ بھروسہ کر سکتی تھی۔آج کئی ہفتوں بعد وہ اس سے ملنے گھر آئی تھی۔وہ کالج نہیں آتی تھی،اس لئے ملاقات نہیں ہوتی تھی۔

"ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی۔تم بتاؤ تمہاری کیسی چل رہی ہے؟"

"گزارا ہی ہے۔مواد تو کوئی خاص ہے نہیں،بس گھسیٹ رہی ہوں۔"

"القصیم کے لئے گھسیٹنا نہیں ہے، مس۔ڈسٹنکشن کے ساتھ پاس کرنا ہے۔"

زمل نے جیسے تنبیہ کی۔ بالوں کو ہاف باندھے وہ فریش لگ رہی تھی۔

"چھوڑو بھئی۔ میں تم سے کچھ پوچھنے آئی تھی۔"

لیپ ٹاپ آف کرتے ہوئے زمل نے پل کے رک کر اسے دیکھا۔

"کیا؟"

"مجھے حرا نے بتایا تھا جو آمنہ نے تم سے کہا۔" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

زمل لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکی۔ خفیف انداز میں سر جھٹک دیا۔ سست روی سے لڈ گرا دی۔

www.novelsclubb.com

"تم جواب کیوں نہیں دیتی، زمل؟" وہ تاسف سے پوچھ رہی تھی۔

"کیا فرق پڑتا ہے، وہ کون سا خاموش ہو جائے گی؟" اس نے تلخی سے کہا۔

"لیکن تمہارے دل کو یہ تسلی تو ہو جائے گی کہ تم نے خود کے لئے آواز اٹھائی ہے۔"

"مجھ سے نہیں ہوتا، ایشا۔ میں کر ہی نہیں پاتی۔" اس نے جیسے بے بسی سے اعتراف کیا۔

"کوشش تو کیا کرو۔ ایسے تو تم ان کا پنچنگ بیگ بن جاؤ گی۔ جب دل چاہے گا وہ تم پر اٹیک کر دے گی۔"

"اچھا۔" اس نے بددلی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وریشہ نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"مہر اور حبہ سیٹ ہو گئیں؟"

"پہلے سے بہتر ہیں۔" اب کہ آنکھوں میں چمک سی ابھری۔

"مگر تم نہیں ہو۔"

زمل نے چونک کر اسے دیکھا پھر بے اختیار نگاہیں چرا لیں۔

"ایسا نہیں ہے۔"

"ایسا ہی ہے۔ تم نے خود کو اپنی بہنوں کے لئے مضبوط کیا ہے لیکن تم اندر سے آج بھی تم بکھری ہوئی ہو، زمل۔ سب کچھ اکیلے سہنا ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔" وریشہ پیچھے کو بیٹھی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا لیکن میں کوشش کر رہی ہوں۔ میرے پاس اور کوئی آپشن نہیں ہے۔" اس کا انداز خالی سا تھا۔ "عام حالات میں بھی بڑی بہن اور بیٹی ہونا آسان نہیں ہوتا لیکن جب ماں نہ رہے تو سب سے کٹھن بن جاتا ہے، ایشا۔ لیکن یہ میری قسمت میں لکھ دیا ہے سو مجھے یہ رول نبھانا ہے۔"

آنکھوں میں مبہم سی نمی اتر آئی تھی۔

"تمہیں کسی سے شئیر کرنا چاہیے۔" وہ یاسیت سے بولی۔

"جب ماں نہ رہے تو کسی کو رازداں بنانے کو دل نہیں مانتا۔ نجانے کیا ہوتا ہے، ایشا لیکن دل بنجر ہو جاتا ہے، بے حس اور برف سا۔ کسی جمود کا شکار۔" وہ غائب دماغی کے عالم میں اسکرین کو دیکھتی کہہ رہی تھی۔ خوبصورت آنکھیں لمحے میں ہی جیسے ویران ہو گئی تھیں۔

رستے زخموں کی اذیت آج بھی اندر، اسی شدت سے پنجے گاڑے، تازہ تھی۔

وریشہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ کچھ کہنے کو تھا ہی نہیں۔

*****

جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ پتھریلی روش پر قدم اٹھا رہا تھا۔ سیاہ شرٹ کے آستین کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔ بال ویسے ہی دائیں طرف سے ذرا سے بکھرے تھے۔ اطراف میں پھیلے پارک پر چھاتی صبح خوشگوار ہو رہی تھی۔

درخت کے پیچھے رکتے ہوئے اس نے گہری سانس لی اور آہستگی سے مڑ کر دیکھا۔ کتھئی آنکھوں میں چھایا احساس غائب ہوا۔ وہی مدھم سی اذیت ابھرنے لگی۔

بینچ پر پیچھے کو ٹیک لگائے وہ گردن موڑے بھاگتے بچوں کو دیکھ رہی تھیں۔ شال لپیٹے وہ خاموش لگ رہی تھیں۔ زیان کسی ٹرانس کے عالم میں انہیں دیکھتا رہا۔ ارد گرد کے مناظر مبہم ہونے لگے۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز ان پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔

انہوں نے اسے دور کر دیا تھا، مگر وہ دور نہیں ہو سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

نظروں کی تپش محسوس کر کے سائرہ نے بے اختیار ارد گرد دیکھا۔ وہ ذرا سا پیچھے ہو گیا۔ آنکھوں میں ٹھہری حزن کی نمی بڑھنے لگی۔ آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور بمشکل قدم وہاں سے جانے کے لئے موڑ دیئے۔ وہ چند لمحے اس کے لئے کافی تھے۔

گاڑی کا دروازہ کھینچ کر بند کیا۔پیشانی اسٹیرنگ وہیل پر ٹکائے وہ چند لمحے وہیں بیٹھا رہا۔

"ویسے زین، تم غصے میں کیوٹ لگتے ہو۔" سائرہ سلاد کاٹتے ہوئے اونچی آواز میں بولیں۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔اوپن کچن کے پار صوفے پر بیٹھے زیان نے گردن موڑ کر ناراضی سے انہیں دیکھا۔

"اسی لئے آپ غصہ دلا رہی ہیں؟"

سائرہ نے مصنوعی تعجب سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" انداز میں حیرت نمایاں تھی۔

"اٹس زیان۔زا۔یا۔ن۔" اس نے جیسے توڑ توڑ کر سمجھایا۔کتھئی آنکھوں میں خفگی تھی۔سائرہ ٹرے اٹھائے اس کے مقابل صوفے پر آ بیٹھیں اور بے اختیار امڈتی مسکراہٹ دبائی۔

"مگر مجھے زین پیارا لگتا ہے۔"

"تو پھر زین ہی رکھ لیتیں۔ زیان رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟" جل کر بڑبڑاتا ہوا اپنی کتاب پر جھک گیا۔ بھئی اس کا نام تھا، کوئی مذاق تھوڑی؟

یہ یادیں کیوں اندر تک جان کھینچ لیتی ہیں؟ اس نے بے اختیار آنکھیں رگڑتے ہوئے اسے سوچا۔

زندگی اس کے لئے کبھی آسان نہیں رہی تھی مگر آسان ہو جاتی تھی جب اس کے ساتھ اس کی ماں ہوتی تھیں۔ وہ اکیس سال پہلے بھی تنہا کر دیا گیا تھا، وہ آج بھی وہیں کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

گہری سانس لے کر کار اسٹارٹ کی اور سڑک پر ڈال دی۔ ونڈ اسکرین کے پار جمی آنکھوں میں واضح سراسیمگی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد اس کی کار ایک متوسط علاقے میں داخل ہو رہی تھی۔ زیان نے ایک نگاہ ہولڈر میں لگے موبائل کی اسکرین پر ڈالی۔ زیر لب ایڈریس دہرایا اور کار کا اسٹیرنگ گھما کر موڑ کاٹنے لگا۔ چند منٹوں

بعد اس نے کار مطلوبہ پتے پر روک دی۔ تبھی فون کال آنے لگی۔اس نے اگنیشن سے چابی نکالتے ہوئے رک کر دیکھا پھر سبز نشان کو دبا کر کال اسپیکر پر لے لی۔

"جی حانم۔"

"کہاں ہو زیان؟ تم تو کہہ رہے تھے کہ آج کہیں نہیں جانا۔"ان کی آواز میں تشویش تھی۔زیان نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ سے فائل اٹھالی۔

"کام سے نکلا ہوں، حانم۔آپ کسی سے تذکرہ مت کیجئے گا۔"اس نے صفحہ پلٹاتے ہوئے کہا۔آنکھوں میں پر سوچ لکیریں تھیں۔

"لیکن تم گئے کب؟ کسی نے تمہیں جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔"وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھیں۔

"بیک ڈور سے نکلا تھا۔میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو پتہ چلے کہ باہر ہوں۔سب کے نزدیک میں گھر پر، اپنے کمرے میں ہی ہوں۔"

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟" ان کے لہجے میں برہمی در آئی۔ زیان نے گہری سانس لے کر فائل بند کی۔ ساری دنیا اس کے پیچھے ہی کیوں پڑی تھی؟

"باقی جوابات آکر دے دوں گا، ڈانٹ بھی وہیں سن لوں گا۔ لیکن ابھی میں بزی ہوں، حانم۔ ایک دوست کے گھر آیا ہوں۔" کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔ اسے مغرب سے پہلے واپس پہنچنا تھا۔ دوسری طرف زرینہ بڑبڑا کر رہ گئیں جو کہ اس کی سماعتوں تک نہیں پہنچا تھا۔

"عارب پوچھے تو مائیگرین کا بتا دیجئے گا۔" وہ کال کاٹنے ہی والا تھا جب زرینہ کی خفا آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"وہ تمہاری پرواکرتا ہے زیان اور تم اسے خود سے دور کر کے اچھا نہیں کر رہے۔"

وہ تلخی سے مسکرا دیا۔

"کیا آپ کو اب بھی لگتا ہے حانم کہ مجھے کسی پر بھروسہ کرنا چاہیے؟" برف سا انداز تھا۔ گردن موڑ کر ایک نگاہ گھر کے دروازے پر ڈالی۔

"پھر مجھ پر بھروسہ کیوں کر رہے ہو؟ میں بھی تو عارب کو سب بتا سکتی ہوں۔" وہ بھی تلخ ہو گئیں۔

زیان کی آنکھوں میں زخمی پن اتر آیا۔

"یعنی آپ سے بھی امید رکھوں؟"

زرینہ کے دل کو دھکا سا لگا۔ بے اختیار انہیں پچھتاوا ہوا۔ انہیں غصے میں بھی یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔

www.novelsclubb.com

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ لیکن جب تم عارب کے ساتھ ایسا کرتے ہو تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔" انہوں نے جیسے بے بسی سے سمجھانا چاہا۔

"فائن، میں مغرب تک آجاؤں گا۔انتظار مت کیجئے گا۔اللہ حافظ۔" سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔گہری سانس لے خود کو نارمل کرنا چاہا۔سر جھٹک کر خود کو ہر خیال سے آزاد کیا۔وہ ہر طرف سے ڈسا جا چکا تھا سو اب جو بچے تھے،ان پر بھروسہ وہ بالکل بھی نہیں کر سکتا تھا۔اس نے فائل پھر سے اٹھالی۔

ڈینم شرٹ کے کف کے بٹن کھولتے ہوئے آستین کہنیوں تک فولڈ کئے۔تاثرات نارمل کرتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکلا۔دو منزلہ گھر پرانا سا لگ رہا تھا۔دروازہ بھی کناروں سے زنگ آلود ہو رہا تھا۔اس نے بیل دبائی اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایک نگاہ اطراف میں ڈالی۔کشادہ گلی میں زیادہ گھر نہیں تھے۔زیادہ تر شاپس ہی تھیں۔

تبھی اندر سے قدموں کی چاپ ابھری اور پھر کسی نے لاک گھما کر دروازہ کھول دیا۔وہ کوئی لڑکی تھی۔بیس اکیس سال کی زرد چہرہ لئے، تعجب سے سامنے کھڑے اجنبی کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"جی؟"

"یہ دانیال ابرار کا گھر ہے؟" وہ سنجیدہ مگر شستہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ لڑکی کی آنکھوں میں اذیت اتر آئی۔ کنارے گیلے ہونے لگے۔ اس نے بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دراصل میں دانیال کا دوست ہوں۔ اس کی مدر سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کے لئے ایزی ہو تو۔۔" اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"آجائیں۔" وہ رستے سے ہٹ گئی۔

چھوٹا سا لاؤنج صاف ستھرا تھا۔ دانیال کی والدہ محبت سے اسے ملیں۔ وہ سادہ سی خاتون تھیں جن کی آنکھیں سرخ و متورم تھیں۔ رسمی کلمات اور افسوس کے اظہار کے بعد زیان نے ان سے دانیال کا کمرہ دیکھنے کی اجازت مانگی۔ جو انہوں نے بخوشی دے دی۔

کمرہ نفاست سے سجا تھا۔پردے ہٹے ہوئے تھے۔وہ چند لمحے کھڑا بغور جائزہ لیتا رہا جب عقب سے قدموں کی چاپ ابھری۔

"اغوا سے قبل دانیال کا رویہ کیسا تھا؟" وہی لڑکی چوکھٹ میں کھڑی تھی۔زیان نے نرمی سے پوچھا۔

"وہ بہت اپ سیٹ لگ رہے تھے۔یوں جیسے کچھ چھپا رہے ہوں۔" انگلیاں چٹخاتے ہوئے وہ مضطرب لگ رہی تھی۔زیان نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔

"آپ اس کی بہن ہیں؟"

"جی۔"

www.novelsclubb.com

وہ سر ہلاتا اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ باریک بینی سے ہر چیز کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ ذہن میں کئی نقطے کوئی مبہم سی تصویر بنا رہے تھے۔

"اس کو کل شام پانچ بجے پکڑ کر ٹھکانے پر لے آؤ۔ بہت اونچا اڑ رہا ہے۔ وہیں پر کاٹیں گے۔ گھٹیا انسان ہمارے بارے میں سب جان چکا ہے۔"

دانیال ابرار۔ ایک کیمیکل انجینئر۔ جس کے بارے میں اسے پتہ چلا کہ 'ان' لوگوں کا اگلا ٹارگٹ وہی ہے۔ وہ اسے بچانا چاہتا تھا لیکن ایکسیڈنٹ کے بعد ریکوری میں اسے تین ہفتے لگ گئے۔ پولیس کو اس کے بارے میں کلیو نہیں ملا۔

زیان نے لب دبائے لمحے بھر کو سوچا۔ اگر دانیال ان کے بارے میں کچھ جان گیا تھا تو لازما اس نے کلیو چھوڑا ہو گا۔ وہ ذہین تھا۔ اس نے پولیس کے لئے کوئی ہنٹ رکھی ہو گی۔ جو انہیں نہیں مل سکی۔ زیان کو بس وہی تلاش کرنا تھا۔

اس نے ارد گرد دیکھا۔ کونے میں پرانی لکڑی کی الماری کھڑی تھی۔ جس پر کئی کاغذ لگے تھے۔ وہ چند لمحے ان کاغذات کو دیکھتا رہا جن پر کیمیکلز کے نام اور فارمولائے لکھے تھے۔ وہ سارے نام کیمسٹری سے جڑے تھے۔ سوائے... زیان نے آنکھیں سکیڑ کر تعجب سے پڑھا۔

ATP is produced in the first phase of photosynthesis.

کیمسٹری کے ناموں کے درمیان میں بائیولوجی کا فقرہ اور وہ بھی ڈبل انڈر لائن کر کے نمایاں لکھا گیا تھا۔ ایک ایسا جملہ جس کا کوئی سیاق و سباق نہیں بن رہا تھا۔ وہ چند لمحے فقرے کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ ایک سائنس اسٹوڈنٹ کا لکھا گیا جملہ تھا، جسے کوئی دوسرا سائنس اسٹوڈنٹ ہی ڈی کوڈ کر سکتا تھا۔

"فوٹو سنتھسس کا عمل پودوں کے لئے ہوتا ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ کچھ سوچ کر اس نے قدم دیوار گیر کھڑکی کی طرف بڑھائے۔ پٹ کھولتے ہی تازہ ہوا چہرے

سے ٹکرائی۔ عقبی حصے میں چھوٹا سا باغیچہ بنا ہوا تھا۔ جس کی مرکزی دیوار کے آگے پودوں کے گملے آگے پیچھے دو قطاروں میں رکھے گئے تھے۔

زیان نے لمحے بھر کے لئے کچھ سوچا پھر باہر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اگر وہ دروازے سے جاتا تو یقیناً ان ماں بیٹی کے سوالات سامنے ہونے تھے۔ اگر کچھ ملے گا تب ان سے پوچھ لے گا۔ وہ تذبذب کے عالم میں پودوں کی ان دو قطاروں کو دیکھتا رہا۔ زیر لب وہ بار بار وہی فقرہ دہرا رہا تھا جب ٹھٹک کر رکا۔

"فرسٹ فیز۔" اس نے نگاہیں جھکا کر پودوں کی پہلی قطار کو دیکھا۔ وہ سات مختلف اقسام کے پودے تھے۔ یعنی کے دانیال نے جو بھی چھپایا تھا وہ انہی میں سے کسی ایک گملے میں رکھا تھا۔ لیکن اب وہ ان سب کی انسپیکشن نہیں کر سکتا تھا۔ لب کاٹے وہ بغور ان پودوں کو دیکھ رہا تھا۔ پہلے سے دوسرے اور پھر نگاہ تیسری گملے پر ٹھہری۔ دماغ نے لمحے بھر کو اس پودے کا نام سوچا۔ تبھی ذہن میں کوئی خیال

کوندے کی طرح لپکا تھا۔آنکھوں میں چمک ابھری۔لبوں کو وہی تیکھی مسکراہٹ چھو گئی۔

"اسمارٹ۔" وہ محظوظ سا زیرِلب مسکرایا۔

فوٹو سینتھسس کے عمل میں ATP کے ساتھ کچھ اور بھی بنتا ہے۔

NADPH۔

زیان تیسری گملے کے سامنے رکا اور پنجوں کے بل بیٹھا۔وہ سبز پتوں پر نکلے نیلے رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول تھے۔

www.novelsclubb.com

Nemophlia.

یعنی کے ان ناموں کے حروف کی مماثلت یہی باور کروا رہی تھی کہ کلیو اسی گملے میں ہے۔زیان نے احتیاط سے پتے ہٹائے۔تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔جڑوں میں ہاتھ ڈال کر اس نے آہستگی سے وہ چیز باہر نکالی۔

انگلی کے برابر وہ ایک چھوٹی سی شیشی تھی جس میں رول ہوا کاغذ بندھا دکھ رہا تھا۔زیان شیشی لئے اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

لاؤنج میں دانیال کی ماں اکیلی بیٹھی تھیں۔اس کی بہن نجانے کہاں غائب تھی۔ اسے دیکھ کر وہ پھیکا سا مسکرائیں۔

"بہت معذرت آنٹی، آپ کو زحمت دی۔" وہ متانت سے کہتا ان کے سامنے بیٹھا۔

"ایسی بات نہیں ہے بیٹا۔اچھا لگا کہ دانیال کے دوست نے اسے یاد رکھا۔" وہ سوگواریت سے کہہ رہی تھیں۔زیان نے ڈینم شرٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور آگے ہو کر سینٹرل ٹیبل پر رکھ دیا۔شہلا نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میں نے پچھلے ماہ دانیال سے کچھ رقم لی تھی۔وواپس کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ میں لاہور گیا ہوا تھا، کل ہی لوٹا ہوں اور تب ہی مجھے پتہ چلا۔سو میں یہ رقم آپ کو

دینے آیا ہوں۔" وہ اعتماد سے کہتا گیا۔ آنکھوں میں ہلکا سا ملال تھا۔ شہلا نے تذبذب کے عالم میں اسے دیکھا۔

"لیکن بیٹا۔۔"

"آنٹی آپ اس کے کچھ اور دوستوں سے بھی پوچھ سکتی ہیں۔ یہ رقم مجھے واقعی دانیال نے دی تھی۔" لہجہ اٹل تھا۔ شہلا کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ انہوں نے سر کو خم دیا۔

"بہت شکریہ بیٹا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بس میں آپ سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ کیا میں رکھ سکتا ہوں؟ دانیال کی یاد میں؟"

شہلا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے۔

"کیوں نہیں بیٹا۔مجھے اچھا لگے گا اگر تم اسے یاد رکھو گے۔" وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائیں۔

"ان شاءاللہ۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔الوداعی کلمات کے بعد باہر آ گیا۔دروازہ کھینچ کر بند کیا اور کار اسٹارٹ کر دی۔اس کالونی سے باہر آ کر اس نے کار سڑک کے کنارے روکی۔شیشی اٹھا کر کھولی اور دو انگلیاں ڈال کر پرچی باہر نکالی۔آنکھوں میں اچھنبا اتر آیا۔

وہ ایک ریسٹورنٹ کے اندرونی منظر کا اسکیچ تھا۔سیاہ اور سفید۔کھاتے پیتے لوگ اور ٹرے اٹھائے ویٹرز۔اس کی نگاہیں نیچے پھسلیں۔

www.novelsclubb.com

"مون لائٹ،روم نمبر ۳۳۔"

ایک نئی پہیلی۔وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

*****

لاؤنج کے ایک حصے میں رکھے گول میز کے گرد بیٹھے اعظم ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ حبہ کی بات سن رہے تھے جو اپنی کلرنگ بک اٹھائے انہیں کچھ دکھا رہی تھی۔

"سارا دن آپ کی لاڈلی ہمیں آگے لگائے رکھتی ہے۔" مہر نے جھک کر جگ رکھتے ہوئے خفگی سے کہا۔

"واقعی؟" اعظم نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔ حبہ گڑبڑا گئی۔ کینہ توز نگاہوں سے بہن کو دیکھا۔

"میں کب تنگ کرتی ہوں؟" وہ واضح برا مان گئی۔ اعظم ہنس دیئے۔

"بالکل۔ آپ دونوں تو ایسی ہی کہتی رہتی ہیں۔" انہوں نے بھی اس کی سائیڈ لی۔ حبہ نے آنکھیں پٹپٹا کر مہر کو دیکھا جو بڑبڑا کر رہ گئی۔ کچن سے نکلتی زمل نے پلیٹ درمیان میں رکھی اور کرسی کھینچ کر بیٹھی۔

"آپی، میں تنگ کرتی ہوں؟" حبہ نے جھٹ سے پوچھا۔ زمل ہلکا سا مسکرائی پھر نفی میں سر ہلایا۔

"میری گڑیا تنگ کر سکتی ہے؟" اس نے نرمی سے اس کا گال چھوا۔

"بس کر دو، مزید سر پر چڑھ جائے گی۔" مہر نے بے اختیار ٹوکا۔

"چڑھنے دو۔" وہ بھی بے نیازی سے بولی۔ پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے حبہ کے آگے رکھ رہی تھی۔ مہر نے بے اختیار آنکھیں گھمائیں۔

"اتنی محبت کا مظاہرہ نہ کیا کرو، مجھے بدہضمی ہو جائے گی۔"

اعظم آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

"ویسے میں نئی کار کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد انہوں نے پانی انڈیلتے ہوئے یکدم کہا۔

"سوچ رہے ہیں یا شوروم جا کر دیکھ بھی آئے ہیں؟" زمل نے ابرو چکائے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

اعظم بے ساختہ ہنس دیئے۔یہ لڑکی۔ٹیبل سے موبائل اٹھا کر روشن کیا۔

"ویسے یہ والی کارز مل کو دے دیجئے گا۔خود ہی یونیورسٹی چلی جایا کرے گی۔اچھا آئیڈیا ہے نا؟"مہر نے جوش سے پوچھا۔زمل نے اسے دیکھا۔

"یہاں لائسینس کے بہت جھنجھٹ ہوتے ہیں۔میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔"

"رکاوٹیں تو ہر چیز میں ہوتی ہیں۔ابو۔آپ بتائیں۔"وہ ان کی طرف گھومی۔

"ہوں،آئیڈیا تو اچھا ہے۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے موبائل زمل کو طرف بڑھایا۔"یہ کچھ کارز ہیں جو مجھے پسند آئی تھیں۔"

زمل کے ساتھ مہر بھی جھک کر دیکھنے لگی۔آنکھوں میں ستائش ابھری۔وہ ہر تصویر کے ساتھ تبصرے کرتی جا رہی تھی۔زمل ہر تبصرہ رد کرتی گئی۔

"تمہیں کچھ پسند بھی آتا ہے؟" وہ زچ ہو کر بولی۔ زمل نے دل جلانے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور آخری تصویر سوائپ کی۔ مہراب اعظم کو اپنی پسند بتا رہی تھی۔ تبھی واٹس اپ کی نوٹیفیکشن ٹون بجی اور میسج چمکا۔

"آپ فری ہیں بابا؟ کال کر لوں؟"۔ ابنِ ارتضی۔

زمل کے ابرو اچھنبے میں اکھٹے ہوئے۔ سر اٹھا کر باپ کو دیکھا پھر ان کی طرف موبائل بڑھایا۔

"کوئی میسج آیا ہے؟" انہوں نے پوچھتے ہوئے موبائل تھام لیا۔

"یہ کون اتنے استحقاق سے آپ کو بابا کہہ رہا ہے؟" ابرو اکھٹے کئے اس نے پوچھا۔ مہر نے بے اختیار دونوں کو دیکھا۔ اعظم مبہم سا مسکرائے۔ اس پل ان کی آنکھوں میں اتری چمک زمل نے واضح دیکھی تھی۔ وہ پل کے لئے وہیں بیٹھی رہ گئی۔

"ابو۔" ٹیبل پر انگلیاں بجا کر خفگی سے پکارا۔

"جی؟" وہ ریپلائی کر کے موبائل رکھ چکے تھے، اب فرصت سے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"یہ کون تھا؟" اس کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"میرے دوست کا بیٹا ہے۔ آپ لوگوں نے کھانا کیوں چھوڑ دیا؟" واضح تھا کہ انہوں نے بات پلٹ دی۔ زمل چند لمحے انہیں دیکھتی رہی پھر سر پلیٹ پر جھکا لیا۔ کوئی پھانس تھی جو دل میں اٹک گئی اور بے انتہا تکلیف دینے لگی۔

"ہمارا کوئی بھولا بھٹکا بھائی بھی ہے؟ آپ نے بتایا نہیں۔" مہر نے خفگی سے کہا۔ زمل نے بے اختیار اس کے پاؤں پر پاؤں مارا۔ سر کی خفیف جنبش سے کچھ بھی پوچھنے سے منع کیا۔

"ابو، حبہ کا سائنس پروجیکٹ شروع ہونے والا ہے۔" اس نے تیزی سے انہیں اس موضوع کی طرف آنے سے روکا۔

اب حبہ شروع ہو چکی تھی۔اعظم نے نظر اٹھا کر زمل کو دیکھا جو مہر کی کسی بات پر نفی میں سر ہلا رہی تھی۔چہرہ ویسا ہی تھا۔پر سکون سا۔گویا کوئی فرق نہ پڑا ہو۔

کھانے کے بعد وہ کچن سمیٹ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔کھڑکیوں کے پردے برابر کئے کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔وہ لائٹ جلاتی بیڈ پر بیٹھی۔گردن موڑ کر بکھری کتابوں کو دیکھا اور گہری سانس لی۔ٹیسٹ میں چار دن تھے،اسے فی الحال پڑھنا تھا مگر جو نگاہ میں اٹکا تھا،اس نے اندر تک بد دل کر دیا تھا۔سر جھٹکتے ہوئے جرنل اٹھایا ہی تھا کہ مہر دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی۔

"زمل، تمہیں ابو نے بلایا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے اف کے انداز میں پیشانی چھوئی۔یقیناوہ بھانپ گئے ہوں گے۔وہ گہری سانس لے کر اٹھی۔

اعظم جھک کر سائیڈ ٹیبل پر موبائل رکھ رہے تھے جب وہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی۔بیڈ پر بیٹھی حبہ نے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔

"ابو، آپ نے بلایا؟"

وہ سر کو خم دیتے حبہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"حبہ، آپ مہر کے پاس جاؤ۔ باقی پروجیکٹ وہ بنا دیں گی۔ اوکے؟" وہ اس کے سامنے سے چیزیں سمیٹ رہے تھے۔ حبہ سر ہلاتی اپنا باکس لئے بیڈ سے اتر گئی۔

"آپی، آج میں آپ کے ساتھ سو جاؤں؟" وہ جاتے جاتے مڑی۔ زمل نے بیڈ شیٹ درست کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"شیور۔ ابھی مہر کے پاس جاؤ اور لڑنا نہیں ہے۔" نرم سی تنبیہ کی۔ حبہ کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔

www.novelsclubb.com

"شیور۔" اسی کے انداز میں کہتی وہ باہر نکل گئی۔ انداز میں شرارت نمایاں تھی۔ زمل نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔ اعظم دیوار گیر کھڑکی کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھے گردن موڑ کر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

زمل ان کے مقابل رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"حبہ بہت حد تک سنبھل گئی ہے۔" اعظم نے پر سوچ انداز میں کہا۔ زمل نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"جی، الحمدللہ۔ اب تو اسٹڈیز میں بھی انٹرسٹ لیتی ہے۔" وہ مطمئن سا بولی۔

"ہوں۔ اور آپ؟"

اپنے ہاتھوں کو دیکھتی وہ چونکی۔ بے اختیار پہلو بدلا۔ وہ اکثر یونہی بہت اچانک پوچھ لیا کرتے تھے۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔" ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ پر اعتماد انداز میں مسکرائی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

"مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت ہے آپ کو زمل؟" انہوں نے آزردگی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

پل کے لئے اس کے دل کو کچھ ہوا۔آنکھوں تک آئے آنسو نیچے اتارے۔اسے انہیں پریشان نہیں کرنا تھا۔وہ خود مینج کر لے گی۔اس نے زیر لب دہرایا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے،ابو۔وقت انسان کو بہت کچھ سکھا دیتا ہے۔مجھے بھی صبر آگیا ہے۔حبہ اور مہر بھی ٹھیک ہیں۔زندگی نارمل چل رہی ہے۔"ایک ہی سانس میں وہ کئی جھوٹ بولتی گئی۔پر سکون انداز میں پیچھے کو ٹیک لگائے لیکن انگلیاں اضطرابی انداز میں آپس میں الجھ رہی تھیں۔اعظم نے گہری سانس لے کر سر کو خم دیا گویا اس کی بات کو قبول کیا ہو۔

"ایک بات پوچھوں؟"چند لمحوں بعد زمل کی مدھم آواز گونجی۔

"اجازت کی ضرورت کیوں ہے؟"وہ کہنی کرسی کی ہتھ پر ٹکائے،گال تلے مٹھی رکھے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اگر آپ کا کوئی بیٹا ہوتا تو آج حالات مختلف ہوتے۔ہے نا؟" آواز مستحکم لیکن ایمبر آنکھوں میں اداسی تھی۔اعظم لمحے کے لئے خاموش رہ گئے پھر گہری سانس لی۔

"اور یہ کیسے ہوتا؟"

زمل نے پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔جو اس نے دو سال قبل دیکھا تھا،جو سہا تھا،جس کرب سے گزری تھی،وہ انہیں نہیں بتا سکتی تھی۔اس بوجھ کو اسے تنہا اٹھانا تھا۔

"زمل؟" انہوں نے جیسے دہرایا۔

"ویسے ہی کہہ رہی تھی۔آخر کو بیٹے ہی سہارا بنتے ہیں۔"

"اور یہ آپ سے کس نے کہا؟" انہوں نے ابرو چکائے پوچھا۔

زمل پل کے لئے اپنی جگہ تھم گئی۔اندر سناٹا پھیل گیا۔وہ سنبھل کر مسکرائی۔

"کون کہہ سکتا ہے؟ مجھے خود یہی لگا تھا۔"

"ایسی باتیں محسوس کی نہیں، کروائی جاتی ہیں۔ جبکہ میں نے تو کبھی آپ سے ایسی کوئی بات نہیں کی اور..." وہ آگے ہوئے۔ "میں پچھلے کئی دن سے دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ہے جو آپ کو ڈسٹرب کر رہا ہے۔" لہجہ حتمی تھا۔

زمل کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ اس نے سر جھکا کر نمی اندر اتاری۔ بولی کچھ نہیں۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔

"اور آپ نے کسی سے شیئر نہیں کیا۔ کیوں؟"

"ایسا کچھ نہیں ہے ابو۔ بس ٹیسٹ اور ایگزامز کی ٹینشن ہے۔ اور کچھ نہیں۔" ایک اور جھوٹ۔ مضبوط آواز اور پر اعتماد لہجے میں۔

"یہ گول آپ کا اپنا طے کردہ ہے زمل۔ اور جب مقاصد بڑے ہوں تو گھبراتے نہیں ہیں۔ آپ تو شروع سے ہی ڈاؤن ہو رہی ہیں۔ یہ لمبا سفر ہے۔ اس سفر کو انجوائے کریں۔ منزل سے زیادہ سفر معانی رکھتا ہے۔ نگاہیں انعام پر رکھیں اور سفر کو خوشگوار طریقے سے کرتی رہیں۔ محنت آپ کی طرف سے پوری ہونی چاہیے۔

باقی اللہ پر چھوڑ دیں۔" وہ نرمی سے سمجھا رہے تھے اور وہ سر جھکائے سن رہی تھی۔ ان کی بات ختم ہوئی تو اس نے سر ہلا دیا۔

"اور خود کو یہ کہہ کر گناہ گار نہ کیا کریں کہ بیٹے سہارا بنتے ہیں۔ یہ اکثر بیٹے ہی ہوتے ہیں جو ماں باپ کو گھر سے نکال دیتے ہیں۔ زندگی تو ان کی بھی گزر جاتی ہے جن کی اولاد نہیں ہوتی۔ کیونکہ سہارا تو صرف رب کا ہی ہے بیٹا۔ وہ تب سے ہمیں سنبھال رہا ہے، جب سے ہمیں خود کا ہوش نہیں تھا سو آگے بھی وہ تنہا نہیں چھوڑے گا۔ بیٹا ہوتا تب بھی یہی حالات ہوتے۔ کیونکہ یہ ایسے ہی لکھا تھا۔ میرے لئے بس یہ میٹر کرتا ہے کہ میری اولاد صالح ہو۔ آئندہ آپ یہ کہہ کر مجھے ہرٹ نہیں کریں گی۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے بے اختیار سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ بے حد سنجیدہ لگ رہے تھے۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا، ابو۔ میں بس..." اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا وضاحت دے۔

"ہر بات کو اپنے دماغ سے نکال دیں، زمل۔ میری لئے میری بیٹیاں کافی ہیں۔ دنیا جو بھی کہے، مجھے پروا نہیں ہے۔" پل کے لئے ان کی آنکھوں میں کرب جھلکا۔ وہ اذیت ناک لمحہ آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ انہوں نے سر جھٹک کر زمل کو دیکھا۔ وہ خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ سب جانتی تھی۔

"چلیں اب تھوڑی دیر بہنوں کے ساتھ گزار لیں اور پھر سب بھول کر آرام کریں۔"

وہ سر ہلاتی اٹھی پھر کچھ یاد آنے پر رک گئی۔ اعظم نے ابرو چکائے۔

"تھینک یو۔ ہر چیز کے لئے۔"

"زمل۔" انہوں نے برہمی سے اسے ٹوکا۔ وہ مسکرادی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"وہ زیان ہے۔ میرے دوست کا بیٹا۔" وہ یکدم پیچھے سے پکارے۔ زمل بے اختیار مڑی۔ وہ سر کرسی کی پشت سے ٹکائے اسے دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں میں وہی چمک تھی۔ جو وہ مخصوص موقعوں پر دیکھتی تھی۔

"بچپن میں اس کی کچھ مدد کی تھی میں نے۔ وہ اسے خود پر احسان سمجھتا ہے۔ اسی لئے بابا کہتا ہے۔ وہ میرا بیٹا ہے اور مجھے عزیز ہے لیکن اس سے پہلے آپ ہیں اور بھلا کوئی زمل کی جگہ لے سکتا ہے؟" ان کی مسکراہٹ۔ ان کے لہجہ کا مان۔ وہی فقرہ جوان کی بیٹی کو اندر تک سرشار کر جاتا تھا۔

ہر بوجھ زمل اعظم کے کندھوں سے سرکتا گیا۔ وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی اور سر کو خم دیا۔

اعظم نے خاموش نگاہوں سے اسے جاتے دیکھا۔ وہ اکیلی تھی۔ وہ جانتے تھے مگر بے بس تھے۔ وہ اپنے دائرے کو کسی دائرے سے اوورلیپ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

آنکھوں میں اتری نمی رگڑی اور موبائل اٹھالیا۔کال ملاتے ہوئے ذہن میں یکدم برسوں کی خواہش کوندے کی طرح لپکی تھی۔انہوں نے سر جھٹک دیا۔

انہیں ایسا کچھ نہیں سوچنا چاہیے۔یہ ناممکن ہے۔اور ناممکن کی امیدوں سے زیادہ دکھ کچھ نہیں دیتا۔جو رشتہ ہے،ان کے لئے وہی قیمتی ہے۔اعظم نے خود کو یاد دلایا۔

"سلام ان کو جو خود کو اہلِ وفا کہتے ہیں۔"خوشگوار لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔لبوں پر آسودہ مسکراہٹ بکھری تھی۔

دوسری جانب وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

*****

سٹنگ ایریے کی شیشے کی دیوار کے آگے کھڑے حسام سینے پر بازو لپیٹے اس پار دیکھ رہے تھے۔جہاں سوئمنگ پول کے کنارے پر زیان پاؤں پانی میں ڈالے بیٹھا تھا۔

کانوں میں ایئر پوڈز لگائے، سر جھکائے اس کی نگاہیں پانی میں بنتے دائروں پر جمی تھیں۔ کال اٹینڈ کرتے ہوئے وہ ہلکا سا ہنسا تھا۔ حسام نے بغور اسے دیکھا۔ وہ اس زیان سے بہت مختلف لگ رہا تھا جسے وہ دیکھتے تھے۔ اس لمحے انہیں وہ بہت پر سکون لگا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟"

انہوں نے چونک کر گردن گھمائی۔ انہیں پتہ ہی نہ چلا کب ملائکہ ان کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔ بال ایک طرف کو ڈالے وہ اترتی شام میں تر و تازہ لگ رہی تھی۔

"کچھ نہیں۔ تم سیمینار اٹینڈ کرنا تھا۔"

ملائکہ نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔ ان کے نگاہیں وہیں جمی تھیں۔ بمشکل ضبط کر کے سر جھٹکا۔

"کینسل ہو چکا ہے۔"

www.novelsclubb.com

چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"کیا تم گلٹی فیل کر رہے ہو؟" ملائکہ نے آہستگی سے پوچھا۔

"نہیں۔" انداز میں قطعیت تھی۔ "میں نے صرف اپنا حق استعمال کیا ہے اور اس میں کچھ غلط نہیں ہے۔"

"پھر؟"

حسام کی آنکھوں میں یاسیت اتر آئی۔

"مجھے بس یہ لگتا ہے کہ میں زیان کے ساتھ غلط تھا۔ مجھے اسے وقت دینا چاہیے تھا مگر میں اسے کنٹرول کرتا رہا۔ اور اب..." انہوں نے اسے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلتے دیکھا۔ وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ نیم رخ سے تاثرات غیر مبہم تھے۔ "اس نے پچھلے تین ماہ میں جو بھی کیا تھا، وہ یہ سب نہ کرتا، اگر میں اسے مناسب توجہ دیتا۔"

www.novelsclubb.com

ملائکہ نے بیزاری سے سب سنا۔اتنا سب کروانے کے بعد بھی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہی ہیں۔وہ سخت کبیدہ خاطر ہوئی۔

"ایک پچیس سال کا لڑکا، مجھے نہیں لگتا کہ ایسے کام توجہ حاصل کرنے کے لئے کرتا ہو گا۔" ناگواری ضبط کر کے تحمل سے کہا۔

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ یہ سب توجہ کے لئے کرتا ہے۔میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ اگر میں نے اس کا خیال رکھا ہوتا تو وہ اس طرح کے کاموں میں نہ پڑتا۔اپنی پناہ غلط راستوں میں نہ ڈھونڈتا۔" وہ ملال زدہ لگ رہے تھے۔

زیان نے ائیر پوڈ دباتے ہوئے کال کاٹی اور سر اٹھا کر سامنے کھڑی زرینہ کی بات سنی جو خفگی سے کچھ کہہ رہی تھیں۔جھک کر پانی کو چھوا۔

"اینی ویز، میں نے اس سے بات کر لی ہے، وہ ڈنر میں آجائے گا۔امید ہے کہ سب ٹھیک رہے گا۔" جتا کر کہتی ہوئی جانے کو مڑ گئی۔حسام نے پل کے گردن موڑ کر حیرت سے اسے دیکھا پھر شیشے کے پار زیان کو جو سر اٹھائے زرینہ سے کچھ کہہ رہا

تھا۔وہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔واضح تھا کہ وہ ان کی کسی بات سے انکار کر رہا تھا۔وہ بھلا کیسے مان گیا تھا؟

"زیان کیا کہہ رہا تھا؟"انہوں نے بے اختیار زرینہ کو پاس سے گزرتے ہوئے روک لیا۔وہ لمحے کے لئے ٹھٹک گئیں۔جیسے امید نہیں تھی کہ وہ پوچھ لیں گے۔

"اسے پھر مائیگرین کا مسئلہ ہو رہا تھا۔میں کچھ کھانے کو کہہ رہی تھی لیکن اس نے منع کر دیا۔"

حسام نے پل کے لئے گردن موڑ کر پر سوچ انداز میں اسے دیکھا۔

"اس نے آج اپنی ماں سے ملنے نہیں جانا تھا؟"

زرینہ لمحے کے لئے گڑبڑا گئیں۔

"آپ ڈیڈ کو کچھ نہیں بتائیں گی۔وہ جب بھی میرے جانے کے بارے میں پوچھیں تو آپ انہیں یہی بتائیں گی۔"

"وہ آپا کے گھر ان کی کوئی دوست رہنے آئی ہے تو زیان کو جانا مناسب نہیں لگا۔ پرسوں چلا جائے گا۔" نظریں جھکائے انہوں نے جواب دیا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔" انہیں جانے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ باہر آ گئے۔ رخ لان کی طرف تھا۔ آسمان پر چھائی شام پر فسوں لگ رہی تھی۔

"آصف کی کال آئی تھی۔ کہہ رہا تھا کہ تم نے اس کی کمپنی میں اپلائی کیا ہے؟" آواز پر زیان نے بے اختیار مڑ کر دیکھا۔ اس سے دو قدم پیچھے وہ سینے پر بازو لپیٹے سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔" وہ واپس سیدھا ہو گیا۔ سیاہ ہوتی کتھئی آنکھیں بے تاثر ہو گئیں۔ وہ پھر اپنے خول میں بند ہو گیا۔

"یعنی کہ اب باپ کے اتنے بڑے بزنس کو چھوڑ کر تم ایک معمولی سی کمپنی میں جاب کرو گے؟" ان کا انداز ٹھنڈا تھا۔ وہ فکر اور ملال عنقا ہو چکا تھا۔ وہ جیسے اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"زندگی اپنے طریقے سے جینے کا حق رکھتا ہوں میں۔" جھک کر پانی کو چھوتے ہوئے لہجہ مدھم تھا۔

حسام کاپل کے سانس رک گیا۔ وہ طنز نہیں تھا لیکن انہیں طنز ہی لگا تھا۔ اس نے کئی سالوں بعد انہی کا فقرہ لوٹا دیا تھا۔ انہوں نے بے اختیار سر جھٹکا۔

"بالکل رکھتے ہو، لیکن اپنے ساتھ ساتھ مجھے بے عزت کرنے کا حق نہیں رکھتے۔" وہ جیسے بہت کچھ جتا گئے۔

"کیوں؟ دوسروں کو رسوا کرنے کا حق صرف آپ کو ہے؟" برف سا سپاٹ لہجہ تھا۔ پانی پر جمی آنکھوں میں کرب اتر آیا لیکن انداز سے ظاہر نہ ہونے دیا۔

حسام لاجواب ہو گئے۔نہ وہ خود بھولتا تھا اور نہ انہیں بھولنے دیتا تھا۔

"کیا پتہ، میری صورت میں آپ وہی کاٹ رہے ہوں جو آپ نے بویا ہے۔ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے جو تذلیل آپ کے حصے میں آئی ہو، کئی سالوں پہلے آپ نے وہ خود اپنے لئے لکھی ہو۔"

"تم یہ سب مجھ سے بدلہ لینے کے لئے کر رہے ہو؟" وہ پل کے لئے اشتعال میں آ گئے۔یوں جیسے خود سے نالاں ہوں کہ یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا۔وہ بدلہ ہی لے رہا تھا۔ڈیم اٹ۔

زیان نے گہری سانس لی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالتے ہوئے ان کی طرف مڑا۔ڈوبتی شام میں بھی ان کا سرخ پڑتا چہرہ واضح تھا۔

"جب میں بدکردار، اغوا کار اور قاتل ہو سکتا ہوں تو بے حس، نافرمان اور گھٹیا اولاد ہونا کیا مشکل ہے؟" وہ بے تاثر تھا۔باپ پر جمی آنکھوں میں عجیب سی ٹھنڈک تھی۔حسام اپنی جگہ منجمد رہ گئے۔

"قاتل؟"

پل کے لئے زیان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ جیبوں میں مٹھیاں بھینچ گئیں۔ بے اختیار لب کاٹا۔

"سب کچھ تو آپ نے بنا دیا تھا، ایک قاتل ہونا ہی رہ گیا تھا۔ سو میں نے سوچا کہ آپ کے کہنے سے پہلے ہی خود کو قاتل بھی ثابت کر دوں۔" سنبھل کر اس نے تپا دینے والے انداز میں کہا۔

حسام کے اندر کوئی جوار بھاٹا پکنے لگا۔ وہ مقابل کو اپنے برف انداز میں آگ لگانا جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی اڑان کو لگام دو، زیان۔ میں اب کوئی ایسی حرکت برداشت نہیں کروں گا جو میری نیک نامی کے آڑے آئے۔ بہتر یہی ہو گا کہ زمین پر رہو۔ اگر اڑنے کے لئے پر دیئے ہیں تو انہیں کاٹنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہوں۔ میری برداشت نہ

آزماؤ۔" انگشت شہادت اٹھا کر انہوں نے جیسے اسے وارن کیا تھا۔ آنکھوں میں غضب نمایاں تھا۔

زیان نے خاموشی سے ان کا انداز دیکھا۔ اندر امڈتی تکلیف کو بمشکل دباتے ہوئے چہرے کو بے تاثر رکھا۔ سر کو خم دیا اور جانے کے لئے مڑ گیا۔

حسام کا ہاتھ گر گیا۔ انہیں امید نہیں تھی کہ وہ اتنی خاموشی سے چلا جائے گا۔ بے اختیار جی چاہا کہ اسے روک لیں لیکن... انہوں نے سر جھٹکا۔ وہ اپنا ہر حق کھو چکے تھے۔

گہری سانس لے کر انہوں نے آنکھیں مسلیں۔ ان کا ذہن کہیں بہت پیچھے جانے لگا۔ تیرتے نیلے پانی میں کئی سالوں قبل کی کہانی ابھرنے لگی۔ ماضی کی حکایات واضح ہوئیں۔

سائرہ بے چینی سے لاؤنج میں ٹہل رہی تھی۔ انگلیاں چٹخاتے، چہرے پر پریشانی تھی۔ اسے کئی دنوں سے حسام کا رویہ کھٹک رہا تھا۔ وہ خاموش رہنے لگا تھا، کسی

بات کا ہوں ہاں میں جواب دے کر کہیں کھو جاتا۔اس کی مصروفیات طویل ہونے لگیں۔وہ راتوں کو اب دیر سے گھر آتا تھا۔وہ اب پہلے کی طرح فیملی کو ٹائم نہیں دیتا تھا۔اور یہ تب سے ہو رہا تھا جب سے مکرم نے پاور آف اٹارنی اسے دے دی تھی۔

سائرہ نے ایک نگاہ کلاک پر ڈالی۔رات کے بارہ بج رہے تھے۔حسام نے کہا تھا کہ اسے دیر ہو جائے گی لیکن وہ پھر بھی مطمئن نہ ہوئی۔کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔

"سائرہ، یہاں کیا کر رہی ہو؟"مکرم اسے وہاں دیکھ کر بے اختیار کھٹکے تھے۔

وہ ان کی طرف پلٹی۔

"کچھ نہیں بابا، حسام ابھی تک نہیں آئے تو بس اسی لئے..."انگلیاں چٹخاتے ہوئے وہ پریشان لگ رہی تھی۔

"خوامخواہ ٹینشن لے رہی ہو بیٹا۔ وہ دوپہر اسلام آباد گیا تھا، تو شائد اسی لئے واپسی پر دیر ہو گئی ہو گی۔ تم آرام کرو، آجائے گا کچھ دیر میں۔" وہ نرمی سے سمجھا رہے تھے۔ سائرہ نے بے دلی سے سر کو خم دیا پھر کچھ یاد آنے پر انہیں دیکھا۔

"آپ کو کچھ چاہیے تھا؟"

"بس کافی کی طلب ہو رہی تھی، تم جاؤ میں کر لوں گا۔"

وہ سر ہلاتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی۔ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بے اختیار ہاتھوں کو آپس میں مسلا۔ کیوں اتنی بے چینی محسوس ہو رہی تھی؟ یوں جیسے کچھ ہونے والا ہو۔ اس نے ایک نظر زیان پر ڈالی جو آنے والے ہر طوفان سے بے خبر پر سکون سا سو رہا تھا۔ سائرہ ساری فکریں بھلائے اسے دیکھے گئی۔ طرح طرح کے واہمے اور خوف سر اٹھانے لگے۔ اس نے بے اختیار سر جھٹکا۔

آدھے گھنٹے بعد دروازہ آہستگی سے دھکیلا گیا۔ سائرہ نے بے اختیار سکھ کا سانس لیا۔ اسے دیکھ کر حسام بھی ٹھٹکا تھا۔ لمحے بھر کو چہرے کا رنگ بدل گیا۔ جسے زرکار روشنیوں میں سائرہ نے واضح محسوس کیا تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے؟" وہ آہستگی سے پوچھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ کوٹ اس سے لے لیا۔

"کچھ کام پڑ گیا تھا۔ تم سوئیں کیوں نہیں؟" وہ نظریں چرائے جھک کر تسمے کھول رہا تھا۔ لہجے میں عجیب سی بے گانگی تھی۔

"ایسے ہی عجیب سا لگ رہا تھا۔ کھانا لگاؤں؟"

"نہیں، تم آرام کرو۔" وہ وارڈروب سے کپڑے نکالتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اپنے اندر کئی وہم اور لاتعداد شبہات سموئے وہ کمبل لئے دراز ہو گئی۔ایک ہاتھ زیان کے بالوں میں پھیرتے ہوئے،اس کا ذہن نیند سے کوسوں دور تھا۔

جھک کر سائیڈ لیمپ آف کرتے ہوئے،ان دونوں پر نگاہ ڈالے بغیر حسام نے کروٹ بدل لی۔یوں جیسے وہ ان سے لاتعلق تھا۔

زیان ارتضی کی زندگی کے سیاہ ابواب میں سے ایک بدترین صفحہ شروع ہونے والا تھا۔

"تیاری کر لو۔ہم کہیں جا رہے ہیں۔"اگلے دن حسام نے ڈائننگ ٹیبل پر بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔سائرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔نامحسوس انداز میں پلیٹ سرکا دی۔

"سب خیریت ہے نا؟"مکرم نے حیرت سے پوچھا۔

"آف کورس۔بس سائرہ کو کچھ گفٹ کرنا تھا۔"اب کہ وہ نرمی سے مسکرایا۔سائرہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔پھر زبردستی مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔زیان کو کرسی سے اتارا اور ساتھ لئے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔حسام کی نگاہوں نے دور تک ان کا پیچھا کیا تھا۔

"تمہارا رویہ کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔"

باپ کی آواز پر وہ لمحے بھر کو سٹپٹایا تھا لیکن پھر مسکرا دیا۔

"آپ خوامخواہ فکر کرتے ہیں بابا۔بس کافی دنوں سے ہم کوئی آؤٹنگ کا پلان نہیں بنا سکے تھے اور میں بھی بزی تھا۔تو سوچا آج تھوڑا وقت گزار لیں۔"وہ رسانیت سے کہہ رہا تھا۔

مکرم نے گہری سانس لے کر سر کو خم دیا۔

جھک کر زیان کے جوگرز کے تسمے بند کرتے ہوئے سائرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کے بالوں میں لگے کیچر کو چھیڑتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ دل بری طرح دھڑکا۔ اگلے ہی لمحے اس نے بھینچ کر اسے سینے سے لگا لیا اور پیشانی چومی۔ آنکھوں میں مبہم سی نمی اتری۔

"ممی، چلیں نا۔" وہ کسمسا کر گرفت سے نکلا۔ اسے بس اپنے ڈیڈ کے ساتھ باہر جانے کی جلدی تھی۔ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

پوش کالونی میں بنے اس دیدہ زیب بنگلے کے آگے حسام نے کار روک دی۔ سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے گردن موڑ کر سائرہ کو دیکھا۔

"چلیں؟"

وہ گہری سانس لے کر باہر نکلی۔ باسی ہوتی صبح میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم اندر چلو، میں آتا ہوں۔" وہ اب جھک کر زیان کو اٹھا رہا تھا۔ وہ ایک نظر ان پر ڈالتی اندر بڑھ گئی۔

"ڈیڈ، وہاں چلیں نا۔" زیان نے بازو ہلا کر اسے متوجہ کیا۔ وہ ایک بنگلے کے آگے بیٹھے بل ڈوگ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ آنکھوں میں اشتیاق تھا۔ حسام بے ساختہ مسکرا دیا۔

"شیور۔ حانم کے ساتھ وہاں چلے جاؤ۔" اس کی نگاہیں سامنے رکتی کار پر جمی تھیں۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھلا اور زرینہ چند گارڈز کے ہمراہ باہر نکلی۔ اس کے چہرے پر بے بسی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور ممی؟" زیان نے سوالیہ انداز میں باپ کو دیکھا۔ جس کا چہرہ پل کے لئے متغیر ہوا تھا۔

"وہ ابھی آتی ہیں۔ حانم ویٹ کر رہی ہیں۔" اس نے جھک کر اسے گود سے اتار دیا۔ وہ زرینہ کی طرف بھاگ گیا۔

"دس منٹ بعد یہاں سے چلی جانا۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ گھر کے اندر بڑھ گیا۔ زرینہ نے ملامتی نگاہوں سے اسے جاتے دیکھا۔ حکم عدولی کی گنجائش نہیں تھی۔ گہری سانس بھر کر زیان کو دیکھا، جو پرجوش سا کچھ کہے جا رہا تھا۔ دل ملال میں گھر گیا۔

"کیسا لگا گھر؟"

وہ بے دلی سے دیواروں پر لگی پینٹنگز دیکھ رہی تھی جب عقب سے آواز ابھری۔ وہ بے ساختہ پلٹی۔ حسام اس سے چند قدم پیچھے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"اچھا ہے۔ آپ زیان کو نہیں لائے؟"

"وہ لان میں ہے۔" پرسکون انداز میں جھوٹ بول دیا۔ "مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی۔"

www.novelsclubb.com

سائرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔وہ مطمئن لگ رہا تھا۔

"ایسی کون سی بات ہے جو یہاں کرنی ہے؟"

حسام نے جواب دیئے بنا سینٹرل ٹیبل سے جھک کر خاکی لفافہ اٹھایا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔سائرہ نے تذبذب سے تھام لیا۔

"آئم سوری۔میں یہ کرنا نہیں چاہتا تھا،لیکن یہ ضروری تھا۔"

زمین و آسمان سائرہ خالد کو اپنی نگاہوں کے سامنے گھومتے ہوئے وہ محسوس ہوئے۔وہ بس بے دم نگاہوں سے کاغذ کو دیکھے گئی۔پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔زرد پڑتے چہرے پر بے یقینی تھی۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"لہجہ لڑکھڑایا تھا۔حسام نے کندھے اچکائے۔

"کہا نا،یہ ضروری تھا۔میں شادی کر چکا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

پانچ سال کا رشتہ، اعتماد، مان، بھروسہ سب خاک بن کر اڑ گیا۔ وہ بمشکل خود کو سنبھالے وہیں کھڑی رہی۔ جس شخص نے بے وقعت کیا تھا، اس کے سامنے نہیں گرنا تھا۔ مگر سامنے کا منظر دھندلا رہا تھا۔

"وہ خیبر کمپنی کے مالک کی بیٹی ہے۔ ملائکہ عباس۔ امید ہے کہ تم صورتحال کو سمجھو گی۔ تمہاری طلاق کی شرط اس نے رکھی تھی۔ ماننا میری مجبوری تھی کیونکہ اس شادی کی صورت میں وہ اپنے پچاس فیصد شئیرز میرے نام کر دے گی۔" وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے پرسکون سا کہہ رہا تھا۔ "یہ گھر تمہارے نام ہے۔ حق مہر کی رقم تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو چکی ہے۔ کسی اور چیز کی ضرورت ہوئی تو بتا دینا۔"

www.novelsclubb.com

وہ بس خاموش نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔ حسام لمحے کے جز بز ہوا۔ ایسے ری ایکشن کی توقع نہیں تھی۔

"زیان کہاں ہے؟" خشک آنکھوں کے ساتھ پوچھا تھا۔

"وہ میرے پاس رہے گا۔"

کسی نے سائرہ کے پیروں تلے زمین کھینچی تھی۔وہ نفی میں سر ہلاتی دو قدم پیچھے ہوئی۔

"نہیں۔آپ ایسا نہیں کر سکتے۔میں ماں ہوں اس کی۔آپ کو اسے میرے حوالے کرنا ہو گا۔"وہ وحشت زدہ لگ رہی تھی۔طلاق کا صدمہ،اولاد کے خوف کے آگے عدم ہو گیا تھا۔ہاتھ کپکپانے لگے۔

"بہتر یہی ہو گا کہ تم کوئی ڈرامہ نہ کرو۔اپنے اور میرے مقام کا فرق یاد رکھو۔"انداز سرد تھا۔

www.novelsclubb.com

سائرہ نے کاغذ میز پر پٹخ دیئے۔سرخ آنکھوں میں جارحیت ابھرنے لگی۔

"مجھے آپ کی ذات میں ذرہ برابر بھی انٹرسٹ نہیں ہے۔جو مرضی کرتے رہیں۔لیکن میں اپنے بیٹے سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔"لہجہ درشت تھا۔

حسام نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔اسے لگا تھا کہ طلاق کے صدمے میں وہ زیادہ مزاحمت نہیں کرے گی۔جھٹکا بڑا تھا تو سنبھلنے میں وقت لگے گا لیکن وہ بھول گیا تھا کہ سامنے کون تھی۔

"اگر آپ سیدھے طریقے سے اسے میرے حوالے نہیں کریں گے تو ٹھیک ہے، میں اس کی کسٹڈی کے لئے کورٹ جاؤں گی۔"

حسام ہلکا سا مسکرایا۔سر کو خم دیا۔

"بات میں دم ہے۔عموماً اولاد کی کسٹڈی ماں کو ہی ملتی ہے لیکن..." وہ لمحے بھر کو رکا۔"صرف باکردار ماں کو۔"

www.novelsclubb.com

سائرہ اپنی جگہ پتھر ہوئی تھی۔پاش ہوا بت مزید چکنا چور ہو گیا۔وجود اندھیروں میں گھرنے لگا۔

"آپ ایسا نہیں کر سکتے۔" وہ بے یقینی کی انتہاؤں پر تھی۔وہ استہزائیہ مسکرایا۔

"بالکل کر سکتا ہوں۔ فیصلہ تمہارا ہے۔"

سائرہ سن سی اسے دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں راکھ ہوئے یقین کی چنگاریاں تھیں۔ قدموں سے جان نکلنے لگی مگر وہ وہیں کھڑی رہی۔

"تم جانتی ہو کہ میں کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر تم نے کورٹ کا کھیل کھیلنا چاہا تو فائن، لیکن میرے پتوں کے جواب میں تمہارے پاس کچھ نہیں ہو گا۔" وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔ گردن اٹھائے، کسی کے پیروں تلے زمین کھینچنے کے بعد وہ ویسے ہی تمکنت سے کھڑا تھا۔ چہرہ پر سکون تھا۔

"اگر زیادہ پس و پیش کی تو میں زیان کو ملک سے باہر بھجوا دوں گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو میں نے طے کیا ہے اسے قبول کرو اور موو آن کرو۔"

سائرہ نے لرزتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔ آنسو ابلنے کے لئے بے تاب تھے۔

"گڈ لک فار دا ریسٹ۔" وہ ایک استہزائیہ نگاہ اس پر ڈالتا پلٹ گیا۔

وہ وہیں کسی بت کی طرح کھڑی رہی۔دروازہ بند ہوا تو اسے جیسے ہوش آیا۔نگاہ جھکا کر کاغذ کو دیکھا۔پھر وہیں فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔لب کپکپا رہے تھے۔خشک آنکھوں میں زمانوں کی اذیت تھی۔

"ممی۔"تصور میں وہ چہکار گونجی۔دل رکنے لگا۔اس نے بے ساختہ سانس کھینچنے کی کوشش کی۔

"فیصلہ تمہارا ہے۔"

یہاں سے کئی میل دور سفید ستونوں والے قصر کے کمرے میں گھٹن بکھری تھی۔ زرینہ بیڈ پر بیٹھی بے بسی سے زیان کو دیکھ رہی تھی جو اس کے قابو میں نہیں آ رہا تھا۔رو رو کر اپنا حشر کر چکا تھا۔وہ نہ سنبھل رہا تھا اور نہ ہی اپنے پاس کسی کو آنے دے رہا تھا۔

"مجھے نہیں کھانا۔"اس نے ہاتھ مار کر باؤل گرا دیا۔آنسوؤں سے لدی آنکھیں اور سرخ ہوتا چہرہ۔

"زیان، میری بات سنو بیٹا۔ ہم کل ممی کے پاس جائیں گے۔ ایسے تنگ نہیں کرو۔ ورنہ وہ ناراض ہو جائیں گی۔" زرینہ اسے بہلانے کی ہر ممکن کوشش کر چکی تھی مگر وہ کسی جھانسے میں نہیں آ رہا تھا۔

"مجھے ابھی جانا ہے۔" وہ پھر ہذیانی انداز میں چیخ اٹھا۔ کھڑکیوں کے پار پھیلتا اندھیرا دبیز ہو رہا تھا۔ وہ صبح سے اپنی ماں سے ملنے کی ضد کر رہا تھا، لیکن اب رات ہونے پر اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔

چوکھٹ میں کھڑے مکرم نے کرب سے اسے دیکھا۔ زرینہ احترام سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ انہوں نے اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور خود بیڈ کے قریب آئے۔ وہ رخ موڑے سر تکیے پر گرائے، سسک رہا تھا۔

"زیان۔" گیلی ہوتی آواز میں انہوں نے آہستگی سے پکارا۔ ان کی آواز پر اس نے کرنٹ کھا کر سر اٹھایا۔

"دادا جان۔" اگلے ہی لمحے تڑپ کر ان کے سینے سے لگ گیا۔ مکرم نے بے اختیار اس کے گرد بازو لپیٹے۔ اس کی سسکیاں پھر گونجنے لگیں۔

"مجھے ممی کے پاس جانا ہے۔" ہچکیوں کے درمیان اس نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ مکرم نے آنکھیں میچ کر کئی آنسو اندر اتارے اور پھر جھک کر اس کی پیشانی چومی۔

"ہم ان کے پاس جائیں گے، مگر ابھی نہیں۔ ابھی رات ہو گئی ہے۔ صبح چلیں گے۔ ٹھیک ہے؟" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ اس نے چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔ آنسوؤں سے تر چہرے پر مبہم سی امید جاگی۔

"پرامس؟"

بھاری دل سے انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آنکھوں میں اترا کرب گہرا ہونے لگا تھا۔ بھیگی نگاہیں اس کے چہرے پر جھکائیں۔ وہ ان کے سینے پر سر رکھے، نڈھال

سا گہرے سانس لے رہا تھا۔ دادا جان جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ اسے لے جائیں گے۔ وہ سنبھل گیا تھا۔ اس نے یقین کر لیا تھا۔

زیان ارتضی نے اپنی زندگی کی پہلی غلطی چار سال کی عمر میں کی تھی۔

"تمہیں شرم آنی چاہیے، حسام۔" مکرم کا چہرہ غیظ سے سرخ پڑ رہا تھا۔ مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے بیٹھے شخص کو توپ سے اڑا دیں۔

حسام نے سکون سے سر اٹھا کر باپ کو دیکھا۔

"زندگی اپنے طریقے سے جینے کا حق رکھتا ہوں میں، بابا۔" وہ مطمئن تھا۔

مکرم کے اندر کوئی لاوا سا پھٹنے لگا۔

"میں تمہاری بات نہیں کر رہا۔ میری بلا سے جو مرضی کرتے رہو۔ لیکن زیان کو سائرہ سے الگ کرنے کا حق کس نے دیا ہے تمہیں؟"

"بابا، آپ اوورریکٹ کر رہے ہیں۔ میں نے ہر باپ کی طرح اپنی اولاد کی سیکیورٹی ہی سوچی ہے۔ سائرہ کبھی بھی زیان کو وہ سب نہیں دے سکتی جو میں دے سکتا ہوں۔"

"مائی فٹ۔ جیسے میں جانتا ہی نہیں کہ تم زیان کو اپنے پاس کیوں رکھ رہے ہو؟ نہ یہ احساس ہے اور نہ ہی یہ محبت ہے۔ تم بس خود کو سائرہ سے برتر رکھنا چاہتے ہو۔ یہ انا ہے حسام اور یہ تمہیں لے ڈوبے گی۔" وہ طیش سے کہہ رہے تھے۔

حسام پل کے لئے خاموش رہ گیا۔

"وہ سب جو تم اسے دینے کی سکت رکھتے ہو، وہ تب بھی دے سکتے تھے جب وہ اپنی ماں کے پاس ہوتا لیکن نہیں، اس طرح تو تمہیں جھکنا پڑتا۔ تم اس جنگ میں صرف زیان کا نقصان کر رہے ہو، حسام بات سمجھو۔"

اس نے استہزائیہ سر جھٹک دیا۔

"وہ عورت میرے بیٹے کو میرے ہی خلاف بھڑکائے گی اور میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔ وہ میرے پاس ہی رہے گا۔ اگر اس نے کورٹ جانے کی کوشش کی تو میں اسے دیکھ لوں گا۔ لیکن زیان کی کسٹڈی میرے پاس ہی رہے گی۔" وہ زہر خند لہجے میں کہہ رہا تھا۔ آنکھوں میں تنفر واضح تھا۔

"اور زیان؟ اسے کیسے سنبھالو گے؟"

"وہ خود ہی سمجھ جائے گا۔ ابھی بچہ ہے، وقت کے ساتھ بھول جائے گا۔" وہ جتنی لاپروائی سے کہہ رہا تھا، مکرم بے بسی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

چند لمحے خاموشی چھائی رہی پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم اسے پاس تو رکھ رہے ہو لیکن وہ اپنی منزل کا راہی ہے۔ اپنی منزل تک ہی لوٹے گا۔" گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے وہ پلٹ گئے۔ حسام نے انہیں جاتے دیکھا پھر سر جھٹک کر فائل کھول لی۔ تب ہی موبائل بج اٹھا۔ اس نے رک کر دیکھا۔ اگلے ہی لمحے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیسی ہو؟" وہ اب پیچھے کو ٹیک لگائے پین انگلیوں میں گھماتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"بالکل ٹھیک۔ تم بتاؤ، کام ہو گیا؟" ملائکہ کی متبسم آواز ابھری تھی۔

"ہاں، ہو گیا۔ بہت ہیکٹک رہا۔ اتنا مسئلہ تو سائرہ نے نہیں کھڑا کیا جتنا بابا نے سر پر اٹھالیا۔"

"یہ تو ہونا تھا، خیر چھوڑو۔ کسٹڈی کا کیا بنا؟"

"وہ میرے پاس ہی رہے گی۔" لہجہ حتمی تھا۔

دوسری طرف ملائکہ لمحے کے لئے خاموش رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن کیا یہ ضروری ہے؟ مطلب، ہم اپنی نئی زندگی کسی رکاوٹ کے بغیر بھی تو شروع کر سکتے ہیں نا۔ زیان اپنی ماں کے پاس رہے تو زیادہ بہتر ہے۔" انداز میں بے چینی نمایاں تھی۔

"وہ رکاوٹ نہیں، میرا بیٹا ہے اور میرے پاس ہی رہے گا۔"

"غلط، وہ تمہارا اولی عہد ہے۔" ملائکہ نے دھیرے سے کہا۔

حسام پل میں لاجواب ہوا تھا۔ وہ تہہ تک پہنچ گئی تھی۔

"تم اس لئے اسے پاس رکھنا چاہتے ہو کہ کوئی اسے استعمال نہ کرے کیونکہ مجھ سے شادی کی صورت میں میرے دشمن تمہارے ہو جائیں گے۔ یہ بہت سی وجوہات میں سے ایک ہے۔ ہے نا؟"

"ویل، اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے۔ ابھی تم یہ بتاؤ کہ اناؤسمنٹ کب کرو گی؟"

"اوہ ہاں، اسی لئے تو فون کیا تھا، میں سوچ رہی تھی..."

وہ پرجوش سی کہہ رہی تھی اور حسام گہری سوچ میں الجھا تھا۔

سائرہ جھک کر ٹرے صوفے پر بیٹھی لڑکی کے آگے ٹیبل پر رکھی اور سیدھی ہوئی۔ آئمہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ بالوں کو رف سے جوڑے میں باندھے، وہ ویران لگ رہی تھی۔ آنکھیں سرخ اور متورم تھی۔ زرد پڑتے چہرے پر اذیت ٹھہری تھی۔

"تمہارا اسٹیٹس حسام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے، سائرہ۔ وہ تمہیں نیچا دکھانے کے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے۔ تم رسک لے رہی ہو۔" آئمہ نے جیسے بے بسی سے اسے سمجھا رہی تھی۔ سائرہ نے نگاہیں اٹھائیں۔

"تو کیا کروں؟ اپنے بیٹے پر گواہ اپ کر دوں؟ صرف اپنی عزت کے خوف سے؟ نہیں، جب عزت اس کے ہاتھ میں ہے ہی نہیں تو میں کیوں ڈروں؟ مجھے فرق نہیں پڑتا۔ مجھے صرف زیان کی کسٹڈی چاہیے۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

"کہنا آسان ہے سائرہ، کہ فرق نہیں پڑتا لیکن جب تمہیں چاروں طرف سے ٹارگٹ کیا جائے گا تو تمہارے لئے مشکل ہو جائے گا اور تمہیں کوئی سپورٹ کرنے والا بھی نہیں ہے۔"

"کہا نا، مجھے فرق نہیں پڑتا۔ جب میں غلط نہیں ہوں تو کیوں اپنے بیٹے کی مجرم بنوں؟ جیسے میں جانتی ہی نہیں کہ حسام کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ وہاں اسے ملازموں کے حوالے کر دیا جائے گا۔" آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔ "میں اس کے لئے لڑنا چاہتی ہوں آئمہ۔ نتیجہ پھر جو بھی ہو۔ کم از کم میں تو بری الذمہ ہوں گی کہ میں نے کوشش کی تھی۔"

www.novelsclubb.com

آئمہ نے یاسیت سے اسے دیکھا۔ وہ محض چار دنوں میں ہی اجڑی ہوئی لگ رہی تھی۔

"اور اگر فیصلہ تمہارے حق میں نہ ہوا تو؟ اس کے بہت زیادہ چانسز ہیں۔"

پل کے لئے سائرہ کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔یوں جیسے کسی نے روح کانٹوں پر گھسیٹ دی ہو۔

"میں ایسا کچھ نہیں سوچنا چاہتی۔"آواز لرز گئی۔

"حالانکہ تمہیں سوچنا چاہیے۔وہ تمہیں عدالت میں ایک بدکردار عورت ثابت کر کے بہت آسانی سے زیان کی کسٹڈی لے جائے گا۔اس جیسے انسان کے لئے کچھ بھی ثابت کرنا مشکل نہیں ہے۔"

سائرہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔لب کاٹتے ہوئے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا اور گہری سانس کھینچی۔بولی کچھ نہیں۔

"تمہاری زیان سے بات ہوئی؟"آئمہ نے یکدم پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ چار دن بہت بدترین تھے آئمہ۔ یہ ان چار سالوں کی ہر خوشی نچوڑ لے گئے جو میں نے اپنے بیٹے کے ساتھ گزارے تھے۔ یہ بہت بھاری تھے۔ یہ بہت بھاری ہونے والے ہیں۔" وہ آخر میں بڑبڑائی۔

آئمہ نے گہری سانس لی اور فائل اٹھالی۔ وہ اب آگے ہو کر اسے کچھ سمجھا رہی تھی جس کا ذہن وہیں کہیں بہت پیچھے الجھا تھا۔

مکرم نے تیز قدموں سے چلتے ہوئے راہداری پار کی اور ہینڈل پر دباؤ ڈال کر دروازہ دھکیلا۔ کمرہ بے ترتیب تھا۔ زرینہ ڈریسنگ ٹیبل پر چیزیں جوڑ رہی تھی۔ قالین پر کشن بکھرے تھے۔ دیوار کے ساتھ کرچی ہوئے ٹوائے کار گری تھی۔ واضح تھا کہ اسے دیوار پر مارا گیا تھا۔ ان کی نگاہیں بیڈ تک گئیں۔ چہرے پر کرب بکھر گیا۔

وہ شیشے کی کھڑکی کے ساتھ چہرہ ٹکائے رخ موڑے بیٹھا تھا۔ دروازہ کھلنے پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوا۔ زرینہ انہیں دیکھ کر پلٹی۔

''ناشتہ کر لیا؟''انہوں نے آہستگی سے پوچھا۔

''میں نے ہر کوشش کر لی مگر وہ نہیں مان رہا۔''وہ ملال سے بولی۔

اسے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ بیڈ کے قریب آئے اور گھٹنا موڑے اس کے سامنے بیٹھ گئے۔وہ کھڑکی کے ساتھ گال ٹکائے خاموشی سے سبز لان کو دیکھ رہا تھا۔وہ جان بوجھ کر انہیں نظر انداز کر رہا تھا۔مکرم نے گہری سانس لی۔

انہوں نے ایسا وعدہ کیا تھا جو وہ پورا نہیں کر سکے۔سارا دن وہ اسے کئی طریقے سے بہلاتے رہے مگر اس کی سوئی وہیں اٹکی رہی۔وہ بے بسی سے اس کی بے چینی اور تڑپ دیکھتے رہے۔اور اب وہ ان سے مکمل لاتعلق تھا۔

''زین۔''

وہ بے اختیار چونکا۔آنکھوں میں بے قراری اتری۔یوں جیسے کوئی ٹرانس ٹوٹا تھا۔سامنے دادا جان کو دیکھ کر اس کے زخم ادھڑنے لگے۔انہوں نے جھوٹ بولا تھا۔

وہ اسے ممی کے پاس نہیں لے کر گئے۔لب بھینچے اس نے چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔

"میرا بیٹا مجھ سے ناراض ہے؟"انہوں نے لہجے میں دنیا جہاں کی اداسی سموئے پوچھا۔ان کا انداز ایسا تھا کہ زیان کی آنکھیں بھرنے لگیں۔اس نے چہرہ جھکا کر آنکھیں رگڑیں۔مکرم کا دل کٹ گیا۔

"آپ نے کہا تھا کہ مجھے ممی کے پاس لے کر جائیں گے۔"وہ انگلی سے شیشے پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔"ڈیڈ بھی مجھ سے ملنے نہیں آئے۔آپ نے جھوٹ کہا تھا۔"

"آئی ایم سوری۔"

"نہیں۔"اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔"مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔مجھے اکیلے رہنا ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے چہرہ پھر کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔آنسو پھر آنکھوں میں بھرنے لگے۔اسے ممی کے پاس جانا تھا۔

چوکھٹ میں کھڑا احسام آہستگی سے پلٹ گیا۔

"وہ سنبھل جائے گا۔" وہ دھیرے سے بڑبڑایا۔

وقت کا پہیہ پھر سے گھوما اور صفحے تیزی سے الٹ گئے۔نیلگوں پانی میں ماضی ڈوب گیا۔

حسام نے یاسیت سے ارد گرد دیکھا۔کئی سال پگھل کر برف میں دب چکے تھے۔ سب بدل چکا تھا، لیکن وہ کبھی سنبھل ہی نہ سکا تھا۔

*****

ملائکہ نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور موبائل نکال کر نمبر ملایا۔ چہرہ غصے کی حدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔ آخر کب تک اس کے راستے کا واحد پتھر پہاڑ بن کر کھڑا رہے گا؟

"فرمایئے ملکہ۔" نائل کی شوخ آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"کام کہاں تک پہنچا؟" اس نے ضبط سے پوچھا۔ ہلکا میک اپ کئے، لمبی قمیض جو کہ ٹخنوں سے بالشت بھر اوپر تھی، دوپٹہ دائیں کندھے پر سجائے وہ اسٹائلش لگ رہی تھی۔ البتہ آنکھوں میں تنفر واضح تھا۔

"حسام کے چیف آف سٹاف نے اسی ایونٹ مینجر کو ہائر کیا جو میں نے بھیجا تھا سو کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ ڈرگز بھی ارینج کی جا چکی ہیں۔ ڈنر سے ایک دن پہلے ایس پی توقیر شاہ کو ٹپ بھی دے دوں گا۔ ویسے آپ ایس پی عارب کو بھی استعمال کر سکتی تھیں۔ اچھا ہے، دو دوستوں کے درمیان دراڑ آ جاتی۔ کام مزید آسان ہو جاتا۔" اس نے آخر میں الجھن سے پوچھا۔

ملائکہ شاطرانہ انداز میں مسکرائی اور سلائیڈنگ ڈور کھسکاتی ٹیرس پر آ گئی۔ایک ہاتھ ریلنگ پر جما کر نیچے جھانکا۔

"میرا گول اسے دنیا کے سامنے بے عزت کرنا ہے نائل۔اتنا رسوا کرنا ہے کہ وہ خود یہ جگہ چھوڑ جائے۔عارب اپنی ڈیوٹی نبھائے گا لیکن کبھی بھی اسے مہمانوں کے سامنے گرفتار نہیں کرے گا،یوں تھوڑی بدنامی حصے آئے گی۔لیکن میں حسام کو اس سے شدید بدظن کرنا چاہتی ہوں۔اس لئے توقیر شاہ زیادہ بہتر ہے۔" وہ نیچے کا منظر دیکھتے ہوئے پر تپش انداز میں مسکرائی۔

سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھا زیان یقیناً کچھ ایسا کہہ رہا تھا جس نے حسام کو تپا دیا تھا۔وہ دونوں کے درمیان بڑھتی کشیدگی کو محسوس کر کے طمانیت سے مسکرائی۔

"اس سے اتنا ہی مسئلہ ہے تو سیدھے طریقے سے ختم کروا دیں۔ان ہتھکنڈوں کی کیا ضرورت ہے؟" نائل تنگ آ کر بولا تھا۔ملائکہ نے گہری سانس لی۔نگاہیں انہی دونوں پر جمی تھیں۔حسام نے انگشت شہادت اٹھا کر درشتی سے کچھ کہا تھا۔زیان

خاموشی سے پلٹ گیا۔ یہاں سے بھی ملائکہ کو نظر آرہا تھا کہ حسام خود بھی ڈسٹرب ہو گئے تھے۔

"حسام ظاہر نہ کرے لیکن میں جانتی ہوں، وہ آج بھی اس سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اس کے سامنے سب عدم ہو جاتا ہے۔ وہ اس کا بیٹا ہے، نائل۔" اس کی آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا تھا۔

"آپ سینٹی بھی ہوتی ہیں؟" وہ تعجب سے گویا ہوا۔

"اولاد کا ہتھیار بہت طاقتور ہوتا ہے۔ اگر جو یہ میرے پاس ہوتا تو مجھے ان ہتھکنڈوں کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لیکن اب مجھے اپنی جگہ حاصل کرنے کے لئے جو کرنا پڑا، وہ میں کر گزروں گی۔" جارحانہ انداز تھا۔

"آپ جانتی ہیں نا کہ باس آپ کے کھیل کے بعد اسے مار دیں گے پھر کیا کریں گی؟"

"وہ بعد کی بات ہے۔اگر وہ جگہ چھوڑ دے گا تو اعتزاز کے لئے اسے ڈھونڈنا آسان نہیں ہو گا۔تب کی تب دیکھی جائے گی۔" نگاہیں اب بھی حسام پر جمی تھیں جو شکستہ انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے اندر جا رہے تھے۔

"تم سوال کم کیا کرو اور کام فوکس کرو۔گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے۔یاد رکھنا۔" اس نے آخر میں سختی سے تنبیہ کی۔

دوسری طرف وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

*****

کالج پر چھائی فضا بوجھل ہو رہی تھی۔زمل ہاتھ میں کتابیں تھامے گراؤنڈ میں آئی اور متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔تبھی درختوں کے ارد گرد بنے ہالے میں حرا بیٹھی دکھائی دی۔وہ گہری سانس لے کر اس کے قریب آئی اور ٹھٹھک کر رک گئی۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

یکدم افتاد پر حرا گڑبڑا گئی۔ زمل کو ساتھ بیٹھتے دیکھ کر گہری سانس خارج کی۔

"جان ہی نکال دی تھی۔" وہ پھر کتاب پر جھک گئی۔ جس کے اندر موبائل رکھے وہ کچھ دیکھ رہی تھی۔ زمل نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

"رات کو جلدی سو گئی تھی۔ اس لئے ارطغرل کی اپیسوڈ رہ گئی تھی۔ وہی دیکھ رہی ہوں۔ ختم ہونے والی ہے۔ بس کوئی مر نہ جائے۔" وہ اضطرابی انداز میں سکرین کو دیکھتی ناخن چبا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

زمل نے ایک نظر موبائل پر چلتے خونی منظر پر ڈالی اور پھر جھرجھری لے کر ذرا دور ہو گئی۔ کتاب کھولتے ہوئے ایک طائرانہ نظر گراؤنڈ پر ڈالی۔ بادلوں کی وجہ سے ہلکی سی چھایا پھیلی ہوئی تھی۔ ان کا پیریڈ فری تھا سو وہ باہر آ گئی۔

"پتہ نہیں لوگ کیسے اتنے اچھے کردار کو مار لیتے ہیں؟" حرا کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ موبائل سائیڈ پر رکھے صدمے میں لگ رہی تھی۔

"کون مر گیا؟" سوالیہ لہجے میں پوچھتے ہوئے زمل نے صفحہ پلٹایا۔

"ان رائٹرز کو بس وہی کردار مارنا ہوتا ہے جو ہمیں پسند آجائے، باقی کوئی نہیں۔" وہ سخت کبیدہ خاطر لگ رہی تھی۔

"تم لوگ کیسے یہ دیکھ لیتے ہو؟"

"کیوں اس میں کیا ہے؟" حرا نے چپس کا پیکٹ کھولتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"اتنا خون خرابہ ہوتا ہے۔ ہر دوسرے سین میں تلواروں سے گردنیں اڑ رہی ہوتی ہیں۔ میں تو کبھی بھی نہ دیکھ پاؤں۔" وہ جھرجھری لیتی کہہ رہی تھی۔

"مطلب تم ایسے مناظر نہیں دیکھ سکتی؟" حرا آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بالکل بھی نہیں۔میں تو کسی کے زخم کی پٹی بھی نہ کر سکوں، کہاں یہ مرتے ہوئے لوگ دیکھوں؟زخم اور خون، یہ سب نہیں ہوتا مجھ سے۔"

حرا چپس کھانا بھول گئی۔

"فرض کرو کہ تمہارے سامنے کوئی مر جائے تو کیا کرو گی؟"

"میں بھی وہیں مر جاؤں گی۔" وہ سر جھکائے کچھ انڈر لائن کر رہی تھی۔انداز میں قطعیت تھی۔

حرا ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

"کم آن زمل، ایسا نہیں ہوتا۔"

"میرے کیس میں ایسا ہی ہے۔میں سب کچھ کر لوں گی، بس ایسا کوئی منظر نہیں دیکھ سکتی۔خون خرابے والا یا کسی کی موت۔اسی لئے تو اتنی ہائپ کے باوجود میں نے ارطغرل کی ایک قسط بھی نہیں دیکھی۔" وہ بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔

"خود کو مضبوط کرو زمل۔زندگی میں بہت سکھا دیتی ہے۔" حرا اب کہ سنجیدگی سے بولی تھی۔اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ایمبر آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔

"یہ میرا خوف ہے، حرا۔زخم اور موت میرا خوف ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ یہ شروع سے میرے اندر تھا؟ او نہوں۔" اس نے سر جھکا لیا۔"یہ خوف بھی میرے اندر زندگی نے ہی ڈالا ہے۔"

حرا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"کیا مطلب؟ ایسا کچھ ہوا تھا پہلے؟"

زمل کو پل کے لئے اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ماتھے پر یکدم ہی پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

"اس بارے میں پھر کبھی بات کریں گے۔" اس کی آواز میں مبہم سی لرزش تھی۔"لیکن، سب سیکھ سکتی ہوں بس یہ نہیں۔"

"خیر، تمہارا ٹیسٹ کب ہے؟" حرا نے پھر پیکٹ اٹھا لیا۔

"پانچ دن بعد۔" اس نے سر اٹھائے بغیر جواب دیا۔

"یعنی کہ ہفتے کو۔" حرا نے رک کر انگلیوں پر گنا۔

"ہوں۔"

"تمہاری ہی ہمت ہے۔ اگلے جمعے کو پہلا پیپر بھی ہے۔ پتہ نہیں کیسے اتنا سب کر لیتی ہو؟"

زمل ایک لمحے کے لئے تھم گئی۔ دور کہیں کوئی آواز گونجی تھی۔ موت سے پہلے کا گیت۔ سانسوں کے ٹوٹنے کا نوحہ۔

"اس جیسی لڑکیاں کچھ نہیں کر سکتیں، ڈیڈ۔ بس گھروں کے چولہوں تک محدود ہوتی ہیں۔ یہ آج جہاں کھڑی ہے، دس سال بعد بھی وہیں ملے گی۔"

www.novelsclubb.com

اس نے بے اختیار سر جھٹک دیا۔ گردن مسلتے ہوئے گہری سانس لے کر خود کو اس کیفیت سے نکالنے کی کوشش کی۔ان لفظوں سے بننے والے دائرے اس قدر طاقتور تھے کہ وہ کئی سالوں بعد بھی خود کو ان کی قید سے نہ نکال سکی۔

****

کھڑکیوں کے پار دوپہر چڑھتی دکھائی دے رہی تھی۔وہ کاؤچ کے ایک سرے پر سر ٹکائے دوسرے پر جو گرز کو قینچی کی صورت میں رکھے دراز تھا۔آنکھیں بند کئے، چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی۔وہی مائیگرین جس پر وہ کئی سالوں سے قابو پا چکا تھا، پھر متواتر ہونے لگا تھا۔کمرے کی حالت بھی بے ترتیب تھی۔

"اگر اڑنے کے لئے پر دیئے ہیں تو کاٹ بھی سکتا ہوں۔"

اس نے گہری سانس لے کر آنکھیں کھولیں اور گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا۔دوپہر کے ڈھائی ہو رہے تھے۔اسے مون لائٹ ہوٹل جانا تھا لیکن بیزاری

اتنی تھی کہ کچھ کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ ہر دفعہ حسام سے ہوئی بحث اسے یونہی اندر تک زہریلا کر دیتی تھی۔

"اس عالیشان گھر کی دیواروں کو بھی اپنا دیدار کروا دو۔" عارب نے ناک کر کے دروازہ دھکیلا۔ زیان نے بے اختیار بازو ہٹا کر اسے دیکھا پھر سائیڈ ٹیبل کو۔ شکر کہ وہ ساری دوائیاں پہلے ہی وہاں سے اٹھا چکا تھا۔ بازو پھر آنکھوں پر رکھ لیا۔

"کہیں باہر چلنے کا پروگرام بناتے ہیں۔" کوئی جواب نہ پا کر عارب نے ریموٹ اٹھا کر اے سی آن کرتے ہوئے کہا۔ انابیہ ہاتھوں میں ٹرے تھامے اندر آئی۔ تین ملک شیک گلاسسز سجے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مثلاً؟" اس نے ٹرے عارب کی طرف بڑھائی۔ اس نے اپنا گلاس تھام لیا۔

"کہیں بھی۔ مائعزم کو بھی ساتھ ملا لیں گے۔"

"زیان۔" انابیہ نے اس کا گلاس ٹیبل پر رکھا اور خود مقابل صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ کسلمندی سے اٹھ بیٹھا۔ دو انگلیوں سے آنکھیں رگڑیں۔

"قوت گویائی سے محروم ہو چکے ہو؟" عارب چڑ گیا۔ زیان نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں سرخی تھی۔

"تم لوگ جاؤ، جہاں جانا ہے۔ میرا موڈ نہیں ہے۔" وہ بمشکل اپنی بیزاری دبائے بیٹھا تھا۔ عارب نے سر تا پیر اسے دیکھا۔ انسپکٹر ملک کے بقول وہ شوٹنگ کلب کے علاوہ کہیں نہیں گیا تھا۔ پھر کیوں اس قدر کلفت زدہ لگ رہا تھا؟

"میں سوچ رہی تھی کہ ممانی جان کی طرف چلتے ہیں۔" انابیہ نے یکدم اونچی آواز میں کہا۔ عارب گڑبڑا گیا۔ زیان نے خاموش نگاہوں سے اسے دیکھا پھر کندھے اچکا دیئے۔

"شیور، لیکن میں بزی ہوں۔ تم لوگ جاؤ۔ میں بعد میں جوائن کر لوں گا۔" نارمل لہجے میں وہ رسان سے کہہ رہا تھا۔

"کہاں بزی ہو؟ سارا دن اس کمرے سے تو باہر نکلتے نہیں۔" انابیہ پاؤں جھلاتے ہوئے اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"مجھے کال لیٹر مل گیا ہے۔ پانچ دنوں بعد جوائن کرنا ہے اور اس سے پہلے انٹرو پریزنٹیشن تیار کرنی ہے۔ اگر یہ مصروفیت بھی ناکافی ہے تو کل میں اسلام آباد جا رہا ہوں کیونکہ میں اپنا اپارٹمنٹ رینٹ پر دے رہا ہوں۔ وہ معاملات بھی دیکھنے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے اگلے چار گھنٹوں میں ایک کریش ہوئی رائیٹنگ ویب سائٹ کی اسائنمنٹ پوری کرنی ہے جو کہ مجھے ایڈوانس پے منٹ کر چکے ہیں۔" بغیر کسی تلخی کے وہ نارمل انداز میں کہتا گیا۔ ملک شیک کا گلاس ان چھوا رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

پل کے لئے انابیہ خاموش رہ گئی۔

"کون سی کمپنی؟" عارب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"آصف مرزا کی۔" وہ اب جھک کر جوگرز کے تسمے کھول رہا تھا۔ عارب نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"تم کام کرو، ہم ڈسٹرب نہیں کریں گے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور انابیہ کو چلنے کا اشارہ کرتا باہر بڑھ گیا۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔ زیان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ عارب عمر کا ہر انداز پہچانتا تھا۔ جان گیا تھا کہ وہ مائینڈ کر گیا ہے۔ مگر اس کا موڈ خود اتنا خراب تھا کہ ابھی وہ اس کے پیچھے نہیں جا سکتا تھا۔

"تمہیں کیوں لگا زیان کہ تم باتیں چھپا سکتے ہو؟" انابیہ گلاس تھامے اٹھ کھڑی ہوئی۔ زیان نے گہری سانس لی اور پیچھے کو ٹیک لگا لی۔ عارب اور مائعزم کے کٹہرے میں پیش ہو گیا تھا، انابیہ عثمان باقی تھی۔ اب وہ بھی سہی۔

"تمہیں کیوں لگا کہ میں نے یہ سوچا ہے؟"

انابیہ تلخی سے مسکرائی۔

"تم نے کئی غلطیاں کی ہیں۔ اب تم ایک اور بڑی غلطی کرنے جا رہے ہو۔ عارب اور مائعزم کی طرح میں بھی تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں گی لیکن یونو واٹ، تمہاری یہ سرد مہری اور یہ بے رخی تمہیں ایک دن اکیلا کر دے گی۔"

"تصحیح کروانا بیہ، میں اکیلا ہو چکا ہوں۔" لہجے میں تپش اتری۔آنکھوں میں چنگاریاں سلگ اٹھیں۔انابیہ نے ابرو چکائے۔

"تمہاری اپنی غلطیوں کی وجہ سے۔"اس نے باور کروایا۔

"تو ٹھیک ہے نا، سزا بھگت رہا ہوں۔ بھگتنے دو۔" بے تاثر انداز تھا۔

انابیہ نے ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھا پھر سر جھٹکتے ہوئے باہر بڑھ گئی۔دروازہ بند کر دیا۔زیان نے تکان سے پیشانی رگڑی اور سر کشن پر گرا دیا۔

مون لائٹ ہوٹل کو کل دیکھ لے گا۔ابھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔شام گئے وہ وہیں لیٹا رہا۔

www.novelsclubb.com

*****

لاؤنج میں رونق بکھری تھی۔سائرہ کے چہرے پر چمک بکھری تھی۔وہ آسودہ لگ رہی تھیں۔ان کے ساتھ بیٹھی انابیہ چپس کی پلیٹ گود میں رکھے کوئی نہ کوئی ایسی

بات کر دیتی جس پر وہ اور مائعزم دونوں ہنس پڑتیں۔ فلور کشن پر بیٹھا عارب ان سے لاتعلق اسکرین پر چلتے فٹ بال میچ کو دیکھ رہا تھا لیکن ذہن کہیں پیچھے الجھا ہوا تھا۔

"ممانی جان کھانے کا تکلف نہ کریں۔" انابیہ نے انہیں اٹھتے دیکھا تو بے ساختہ بولی۔

"کوئی تکلف کی بات نہیں ہے۔ اتنے عرصے بعد تم لوگ یہاں اکھٹے ہوئے ہو، اب بھی کچھ نہ کروں؟" وہ خفگی سے کہتی کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ کچن میں داخل ہوتے ہی انہوں نے بے اختیار سلیب پر دونوں ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لئے۔ جو آنسو اتنی دیر سے روک کر رکھے تھے، وہ ابل پڑے۔ وہ بنا آواز کے روتی گئیں۔ دل بری طرح زخمی ہوا تھا۔

"ایس پی صاحب کو کیا ہوا ہے؟" مائعزم نے ابرو چکائے پوچھا۔ اس نے چونک کر گردن موڑی اور زبردستی مسکرایا۔

"کچھ نہیں۔لیڈیز کے درمیان میں کیا کہتا؟" وہ کندھے اچکائے اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تو اپنے ساتھ کے جینٹل مین کو بھی لے آتے۔"

عارب بڑبڑا کر رہ گیا۔انابیہ نے ایک نگاہ کچن کے آدھ کھلے دروازے کے پار ڈالی پھر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"مائعزم، یاد ہے میں نے جانے سے پہلے کیا کہا تھا؟"

مائعزم نے نگاہیں اس کی طرف پھیریں اور اثبات میں سر ہلایا۔

"ایک دفعہ میری ڈگری مکمل ہو جائے پھر ہم مل کر اس معاملے کی کھوج لگائیں گے کہ مجھے اور مائعزم کو کس نے ٹارگٹ کیا تھا۔تب تک۔" انابیہ نے گردن موڑ کر عارب کو دیکھا۔"تم اپنے طور پر انویسٹیگیشن کرتے رہنا۔"

"سو عارب، تمہیں کچھ پتہ چلا؟"

"یہی کہ تم دونوں کو زیان ارتضی نے ٹارگٹ کیا تھا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"فضول مت بولو، عارب۔ ہم سیریئس ہیں۔" مائعزم کے لہجے میں خفگی تھی۔

"میں بھی سیریئس ہوں۔ بھلے ہی تم دونوں کی گواہی نے اسے بے گناہ ثابت کروا دیا تھا لیکن دنیا اب بھی یہی کہتی ہے کہ آئی جی صاحب کی بھتیجی اور اس کی دوست کو اغوا زیان نے ہی کیا تھا۔"

"دنیا کو فی الحال بھاڑ میں جھونک دو، کیس پر آؤ۔" مائعزم نے درشتی سے کہا۔ انابیہ خاموشی سے سن رہی تھی۔

"ہاں تو مجھے کیوں کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہو؟ جب کیس ہی حل ہو گیا تھا تو پیچھے کہاں کی تفتیش ہونی تھی؟ کچھ بھی نہیں ملا۔ اس بلڈنگ میں بھی کچھ نہیں تھا۔ لیکن ان تین ماہ میں جو بھی ہوا ہے، وہ کڑیوں کی صورت میں ملایا جائے تو ایک بات سامنے آتی ہے۔"

"کیا؟" انابیہ نے بے اختیار پوچھا۔

"ذہن پر زور دو انابیہ۔ اس ضمن میں سب سے پہلے کیا ہوا تھا؟"

"زیان پر افئیرز کا الزام لگا تھا۔"

"پھر؟"

"ہمیں اغوا کیا گیا تھا۔" انابیہ تیزی سے جواب دے رہی تھی۔ مائعزم خاموش بیٹھی تھی۔ وہ پہلے ہی یہ نتیجہ نکال چکی تھی۔

"اور مجرم کون تھا؟"

"زیان۔" انابیہ لمحے بھر کو اٹکی۔ ذہن سے کوئی دھند تھی، جو چھٹنے لگی۔

"پھر؟" عارب نے مائعزم کو دیکھا۔ اس نے گہری سانس لے کر کندھے اچکائے۔

"اس کا ایکسیڈنٹ۔" اس نے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دو انگلیاں اندر کو موڑیں اور کوٹ، ان کوٹ کا نشان بنایا۔ انداز میں طنز تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو اس میں ٹارگٹ زیان ہی تھا۔یعنی کوئی ہے جو سوچی سمجھی سکیم کے تحت اسے نشانہ بنا رہا ہے۔مجھے پتہ ہے کہ زیان خود بھی یہ بات جانتا ہے۔لیکن یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ آخر کچھ کر کیوں نہیں رہا؟"

"تمہیں کیسے پتہ کہ وہ کچھ نہیں کر رہا؟"انابیہ نے حیرت سے پوچھا۔عارب کی بولتی بند ہوئی۔مائعزم پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے میگزین اٹھا لیا۔

"وہ دراصل..."عارب نے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔"میں اس پر نظر رکھوا رہا ہوں۔"

احتیاط سے ٹیبل کے وسط میں رکھا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اپنے پیچھے رکھ دیا۔مائعزم نے چہرہ میگزین کے پیچھے کر لیا۔انابیہ نے لمحے کے لئے رک کر اس کے الفاظ کو پروسیس کیا اور پھر اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"تم اس کی نگرانی کروا رہے ہو؟"وہ اس پر چڑھ دوڑی۔کشن اٹھا لیا۔

''تو اور کیا کرتا؟ خود سے تو وہ کچھ نہیں بتائے گا۔''

''اس نے تمہیں منع کیا تھا کہ اس کے معاملات سے دور رہو۔'' اس نے کشن زور سے اس کی طرف اچھالا جیسے عارب نے کیچ کر لیا۔

''اگر ایک انسان کھائی میں چھلانگ لگا رہا ہو تو تب بھی اس کے معاملے سے دور رہوں کیونکہ اس نے کہا ہے؟ انابیہ بات سمجھو، اسے پتہ ہے کہ اس سے پوچھ گچھ کرنے والا کوئی نہیں ہے سو وہ اندھا دھند کوئی بھی قدم اٹھا لے گا۔'' وہ رسانیت سے کہتا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''وہ بچہ نہیں ہے۔ اپنے نفع نقصان کا علم ہے اسے۔'' وہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھی۔

''بچہ نہیں ہے لیکن آخری لیول کا ڈھیٹ کا ضرور ہے۔ تمہیں زیادہ اپنے بھائی کی سائیڈ لینی کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ چڑ گیا۔

"اور جب اسے پتہ لگے گا تب؟" تیوریاں چڑھائے پوچھا۔ عارب پل کے لئے خاموش رہ گیا۔

"وہ ویسے ہی موقع ڈھونڈ رہا ہے، ہمیں بے اعتبار ٹھہرانے کا۔ تمہارے اس قدم سے اس کا یقین مزید پختہ ہو جائے گا۔"

"مجھے اپنی پروا نہیں ہے۔ وہ سوچے جو سوچنا چاہتا ہے۔" اس نے کندھے اچکا دیئے۔ انابیہ نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے سر جھٹکا۔

"ویسے تمہیں ارسم کو چیک کرنا چاہیے۔ کیا پتہ وہ انوالو ہو۔" مائعزم نے کچھ سوچ کر کہا۔ عارب کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"وہ مکھی بھی نہ مار سکے، کجا اتنی بڑی پلاننگ کرنا۔"

"وہ کہاں ہوتا ہے آج کل؟"

www.novelsclubb.com

"اسلام آباد ائیر پورٹ پر کنٹرول آفیسر ہے۔" اس کے چہرے پر بیزاری در آئی۔ سائرہ کو آتے دیکھ کر وہ بے اختیار خاموش ہو گئے۔

*****

کالج کے اسٹاف روم کے سامنے لمبی سی راہداری تھی۔ زمل نے دروازے کے آگے رک کر پل کے لئے سانس درست کیا اور پھر ہلکی سی دستک کے بعد دھکیلا۔ کشادہ سا اسٹاف روم خالی تھا۔ طویل میز کے کنارے بیٹھی عاتکہ نے نگاہیں اٹھائیں اور پھر مسکرا کر رجسٹر سائیڈ پر کر دیئے۔

"میم آپ نے بلایا؟" وہ اب ان کے سامنے کھڑی تھی۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"جی۔ مجھے آپ سے ایک فیور چاہیے تھا۔"

"میں سن رہی ہوں۔"

عاتکہ نے گہری سانس لے کر پیچھے کو ٹیک لگائی اور پھر سر اٹھا کر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ بالوں کو اونچی پونی میں جکڑے، وہی موتیوں والے ٹاپس پہنے، ایمبر آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔

"آپ حرا کے فادر کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں جانتی ہیں نا؟"

زمل پل کے لئے چونکی مگر پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ حرا پہلے ایک برائٹ سٹوڈنٹ ہوتی تھی مگر فادر کے حادثے کے بعد وہ اپنی اسٹڈیز پر اتنا فوکس نہیں کر پاتی۔ آپ اس کی دوست ہیں، اور اصل دوست وہی ہوتا ہے تو مشکل میں دوسرے کی مدد کرے۔"

زمل جانتی تھی کہ گفتگو کس نوعیت کی ہونے والی ہے مگر خاموشی سے سنے گئی۔

"میں چاہتی ہوں کہ آپ حرا کی پڑھائی میں مدد کریں، اسے موٹیویٹ کریں کہ وہ کر سکتی ہے۔ یہی ایک نفع بخش انسان کی پہچان ہوتی ہے۔" وہ نرمی سے سمجھا رہی تھیں۔

"میم، تھوڑی بہت مدد میں کر سکتی ہوں۔ باقی اسے جہاں مشکل پیش آتی ہے، وہ وہاں کئی ویب سائیٹس پر دیکھ سکتی ہے۔" اس نے رسان سے کہا تھا۔

"میں جانتی ہوں مگر آپ کے ساتھ وہ زیادہ کمفرٹیبل ہوتی ہے۔ آپ زیادہ آسانی سے اسے اس طرف لا سکتی ہیں۔"

اس کا پانچ روز بعد ٹیسٹ تھا اور پھر بورڈ ایگزامز، وہ مزید بوجھ خود پر نہیں لاد سکتی تھی۔ وہ کہنے ہی والی تھی جب رک گئی۔ ذہن میں کوئی خیال کوندے کی طرح لپکا تھا۔

وہ اس کی ٹیچر تھیں۔اتنا کچھ انہوں نے اسے سکھایا تھا۔اب جب انہیں ضرورت ہے تو وہ کیسے پیچھے ہٹ سکتی ہے؟ شائد وہ حرا کی مدد کرے تو اس کے لئے راستے آسان ہو جائیں۔

"اوکے میم، میں کروادوں گی۔" چند لمحوں بعد اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

اس کی ٹیچر کی دعائیں اس کے لئے کتنی سود مند ثابت ہو سکتی ہیں، یہ خیال ہی اس کے کندھوں سے بوجھ سرکا گیا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تمہیں مجھ سے کلاسسز چاہیں۔" کمرے میں آکر کتابیں سمیٹتے ہوئے اس نے طنزیہ کہا۔ حرا ڈھٹائی سے مسکرائی۔

"میں نے سوچا کہ ماما تم سے زیادہ اچھی طرح بات کر لیں گی۔" وہ مطمئن سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"خیر، میں بریک کا آدھا گھنٹہ استعمال کروں گی۔ اگر پھر بھی کچھ رہ جائے تو تم میرے گھر آجانا۔ باقی وہیں دیکھ لیں گے۔ کل فنر کس سے شروع کریں گے۔" وہ مصروف سی سر جھکائے کہہ رہی تھی۔

"شیور۔" اس نے کندھے اچکا دیئے۔

*****

اگلی قسط:

"میں نے اس کے آگے پورے قد سے جھکا تھا لیکن اس نے میرے بھائی کو مار دیا۔"

www.novelsclubb.com

"مجھے خود پر فخر تھا اور تم نے ایسے چکنا چور کیا کہ میں خود سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں رہا۔"

"تمہیں محتاط رہنا چاہیے، لگتا ہے اپنی عمر سے بڑے دشمن بنا لئے ہیں۔"

"کفارِ مکہ اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے، کاش کہ میں نے تمہیں مار دیا ہوتا۔"

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ، ان شاءاللہ۔

www.novelsclubb.com